47

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

17 تا 23 جمادی الثانی 1447ھ / 9 تا 15 دسمبر 2025ء

اس شمارے میں

اصل کامیابی

آسان نکاح:
حیاء، اقدار اور ایمان کی حفاظت

سوشل میڈیا اور اس کے خطرات

نور مقدس کیس میں
سیکولر بیانیہ کی شکست

نیا سوراخ نیا ڈنگ، کیا یہ ضروری ہے؟

شیشۂ عقائد کا پاش پاش

نفس کی بندگی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (القصص:50)

یعنی ''اُس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جس نے اللہ کی ہدایات کے بجائے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی۔ ایسے ظالم لوگوں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔''

مطلب یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر انسان کو گمراہ کرنے والی چیز انسان کے اپنے نفس کی خواہشات ہیں۔ جو شخص خواہشات کا بندہ بن گیا، اُس کے لیے خدا کا بندہ بننا ممکن ہی نہیں۔ وہ تو ہر وقت یہ دیکھے گا کہ مجھے روپیہ کس کام میں ملتا ہے، میری عزت اور شہرت کس کام میں ہوتی ہے، مجھے لذت اور لطف کس کام میں حاصل ہوتا ہے، مجھے آرام اور آسائش کس کام میں ملتی ہے۔ بس یہ چیزیں جس کام میں ہوں گی، اُسی کو وہ اختیار کرے گا، چاہے خدا اس سے منع کرے اور یہ چیزیں جس کام میں نہ ہوں، اُس کو وہ ہرگز نہ کرے گا، چاہے خدا اس کا حکم دے۔ تو ایسے شخص کا خدا اللہ تبارک وتعالیٰ نہ ہوا، اس کا اپنا نفس ہی اس کا خدا ہوگیا۔ اس کو ہدایت کیسے مل سکتی ہے؟...... نفس کے بندے کا جانوروں سے بدتر ہونا ایسی بات ہے جس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ کوئی جانور آپ کو ایسا نہ ملے گا جو خدا کی مقرر کی ہوئی حد سے آگے بڑھتا ہو۔ ہر جانور وہی چیز کھاتا ہے جو خدا نے اُس کے لیے مقرر کی ہے۔ اُسی قدر کھاتا ہے جس قدر اس کے لیے مقرر کی ہے۔ اور جتنے کام جس جانور کے لیے مقرر ہیں بس اتنے ہی کرتا ہے۔ مگر یہ انسان ایسا 'جانور' ہے کہ جب یہ اپنی خواہش کا بندہ بنتا ہے تو وہ وہ حرکتیں کر گزرتا ہے، جس سے شیطان بھی پناہ مانگے۔

خطبات
سید مودودیؒ

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الہدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1161

حقیقتِ شرک کو سمجھانے کے لیے عام فہم مثال

سُورۃُ الرُّوم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:28

ضَرَبَ لَکُمۡ مَّثَلًا مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ ہَلۡ لَّکُمۡ مِّنۡ مَّا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ مِّنۡ شُرَکَآءَ فِیۡ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ فَاَنۡتُمۡ فِیۡہِ سَوَآءٌ تَخَافُوۡنَہُمۡ کَخِیۡفَتِکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۸﴾

آیت:۲۸ ﴿ضَرَبَ لَکُمۡ مَّثَلًا مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ﴾ ’’وہ تمہارے لیے خود تمہارے اندر سے ایک مثال بیان کرتا ہے۔‘‘

﴿ہَلۡ لَّکُمۡ مِّنۡ مَّا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ مِّنۡ شُرَکَآءَ فِیۡ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ فَاَنۡتُمۡ فِیۡہِ سَوَآءٌ﴾ ’’بھلا وہ (غلام اور لونڈیاں) جو تمہاری ملکیت ہیں کیا اُن میں سے کچھ شریک بن جاتے ہیں اُس مال واسباب میں جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس طرح کہ (وہ اور) تم برابر ہو جاؤ؟‘‘

ظاہر ہے کوئی آقا اپنے کسی غلام کو کبھی بھی اپنی ملکیت اور اپنی جائیداد میں اس طرح تصرف کی اجازت نہیں دیتا کہ اُس کا حق اور اختیار خود اُس کے برابر ہو جائے۔ گویا یہ امر محال ہے۔

﴿تَخَافُوۡنَہُمۡ کَخِیۡفَتِکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ ؕ﴾ ’’اور کیا تم ان کے بارے میں ایسے خدشات رکھتے ہو جیسے خدشات خود اپنے بارے میں رکھتے ہو؟‘‘

یعنی کیا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جیسے خدشات اور اندیشے تم اپنی ذات اور اپنے مال واسباب کے بارے میں رکھتے ہو، اُن لونڈی غلاموں کے بارے میں بھی تمہیں ایسے ہی اندیشے لاحق ہوئے ہوں؟ تم لوگ اپنے آپ، اپنی اولاد، اپنی ملکیت کے بارے میں تو ہر وقت متفکر رہتے ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے، ویسا نہ ہو جائے، مگر کبھی تمہیں اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بارے میں بھی ایسی ہی سوچوں نے پریشان کیا ہے؟

﴿کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۸﴾﴾ ’’اسی طرح ہم اپنی آیات کی تفصیل کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں۔‘‘

یعنی تم لوگ اگر کچھ بھی عقل رکھتے ہو تو تمہیں اس مثال سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جانی چاہیے کہ جب تم لوگ اپنے غلاموں کو اپنے برابر بٹھانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تو پھر تم یہ کیسے سوچ لیتے ہو کہ اللہ اپنی مخلوق کو اپنے برابر کر لے گا؟ تم لوگ خود بھی تسلیم کرتے ہو کہ بڑا معبود اللہ ہی ہے اور تمہارے بنائے ہوئے شریک چھوٹے معبود ہیں تو تم چھوٹے معبودوں کے بارے میں کیسے گمان کر لیتے ہو کہ اللہ انہیں اپنے اختیارات کا مالک بنا دے گا اور اُن کی سفارش اللہ کو مجبور کر دے گی؟ تمہارے یہ من گھڑت معبود چاہے ملائکہ میں سے ہوں یا انبیاءؑ اور اولیاء اللہؒ میں سے، وہ سب کے سب اللہ کی مخلوق ہیں اور مخلوق میں سے یہ لوگ خالق کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟

درس حدیث

حضور اکرم ﷺ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں

عَنۡ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((یَا أَنَسُ! أَسۡبِغِ الۡوُضُوءَ یَزِدۡ فِي عُمُرِكَ، وَسَلِّمۡ عَلٰی أَهۡلِ بَيۡتِكَ يَكۡثُرۡ خَيۡرُ بَيۡتِكَ، وَسَلِّمۡ عَلٰی مَنۡ لَقِيَكَ مِنۡ أُمَّتِي تَكۡثُرۡ حَسَنَاتُكَ، وَلَا تَنَمۡ إِلَّا وَأَنۡتَ طَاهِرٌ فَإِنَّكَ إِنۡ مُتَّ مُتَّ شَهِيدًا، وَصَلِّ صَلَاةَ الضُّحٰی فَإِنَّهَا صَلَاةُ الۡأَوَّابِينَ مِنۡ قَبۡلِكَ، وَصَلِّ بِاللَّيۡلِ وَالنَّهَارِ يَحۡفَظۡكَ الۡحَفَظَةُ وَوَقِّرِ الۡكَبِيرَ وَارۡحَمِ الصَّغِيرَ تَلۡقَنِي غَدًا)) (مسند الشہاب)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اے انس! وضو مکمل کرو تمہاری عمر میں اضافہ ہوگا، اپنے گھر والوں کو سلام کرو تمہارے گھر میں خیر و برکت بڑھے گی، میری اُمت کے جس شخص کو بھی ملو، اُسے سلام کرو، تمہاری نیکیاں زیادہ ہوں گی، پاکیزگی کی حالت میں ہی سویا کرو کیونکہ اگر تم (اس حالت میں) فوت ہو گئے تو شہید فوت ہو گے، چاشت کی نماز پڑھو کیونکہ وہ تم سے پہلے (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والوں کی نماز ہے اور دن رات نماز پڑھو محافظ فرشتے تمہاری حفاظت کریں گے اور بڑے کی عزت کرو چھوٹے پر رحم کرو کل (روز قیامت) مجھ سے مل پاؤ گے۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر جلد 3)

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
17 تا 23 جمادی الثانی 1447ھ جلد 34
9 تا 15 دسمبر 2025ء شمارہ 47
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق
مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصل کامیابی

پاکستان کی سیاست کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ ''اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی'' تو کچھ غلط نہ ہوگا۔ گزشتہ 78 برس سے بڑوں نے ملک کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ پاکستان کی سیاست اب اُس موڑ پر آچکی ہے کہ دوست اور دشمن کی پہچان بہت مشکل ہو چکی ہے۔ ایک سیاسی کارکن جس کو اپنا رہنما اور ملک کا خیر خواہ سمجھ کر اُس کے پیچھے چل رہا ہوتا ہے کچھ دیر بعد اُسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو اُس کے پیچھے چل کر حقیقت سے بہت دور نکل آیا ہے مگر اُس وقت تک اُس کا واپس پلٹنا اُسے اپنی سیاسی موت نظر آتا ہے نتیجتاً وہ بادلِ نخواستہ اُس کے ساتھ چلتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ کئی سیاسی جماعتوں کی قیادت بھی اسی صورت حال کا شکار ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اپنے مفادات یا شماتت کے ڈر سے یہ راز اپنے سینے میں محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ اس وقت یہ کہنا بھی کہ ''سیاست صرف آئین کے دائرے میں رہ کر ہی کی جانی چاہیے'' کسی افسانے سے کم نہیں۔ یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سیاست دانوں اور مقتدر حلقوں نے جس انداز میں آئین پاکستان کو اپنے ہاتھوں میں کھلونا بنا رکھا ہے اُس سے ملک کو نقصان ہی پہنچا ہے۔

معاشی سطح پہ بھی حالت کچھ مختلف نہیں۔ گزشتہ 78 برس کی تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان جب بھی ترقی کرتا ہوا کسی خاص مقام پر پہنچتا ہے تو کچھ سیاستدان عوام میں مقبول نعرے لے کر میدان میں آجاتے ہیں اور ملک کم از کم 20 سال پیچھے چلا جاتا ہے۔ 1947ء سے لے کر آج تک کی صورتحال ہم سب کے سامنے ہے اور اُس تاریخ کو دہرا کر صفحات سیاہ کرنا لاحاصل ہے۔ موجودہ حکومت کی پالیساں کچھ ایسی ہیں کہ اُن میں یہ بات ڈھونڈنا پڑتی ہے کہ ان سے پاکستان یا پاکستانی عوام کو کیا فائدہ پہنچا؟

گزشتہ حکومت جو اب اپوزیشن میں ہے، اُس نے نااہل اور ناانصاف ہونے کے کئی ریکارڈ توڑ ڈالے تھے۔ آج یہ حال ہے کہ اگر حکومت کے سو میں سے دس نمبر بھی آجائیں تو میڈیا پر اُس کو ایک سو دس نمبر دے دیئے جاتے ہیں۔ عوام روکھی سوکھی کھا کر بھی گزارا کر رہے ہیں اور شاید آئندہ بھی کرتے رہیں مگر ملک کی بقا اور امن وامان ہی اگر نہ ہو تو پھر دو دو چپڑیاں بھی بے کار ہو جاتی ہیں۔ ہماری قوم اور خاص طور پر ہماری نوجوان نسل کا یہ المیہ ہے کہ اُنہیں پاکستان اور ملت اسلامیہ کے اصل مسائل اور حقائق سے جان بوجھ کر مخفی رکھا گیا ہے۔

حال ہی میں International Monetary Fund (آئی ایم ایف) کی غالباً جولائی 2025ء کی 186 صفحات پر مشتمل رپورٹ برائے پاکستان (Governance and Corruption Diagnostic Assessment)(GCDA) پیش کی گئی، جسے معاشی ترقی کی دعوے دار اُجلی اور دُھلی ہوئی حکومت نے تین ماہ تک چھپائے رکھا اور پھر آئی ایم ایف کی دھمکی پر کہ اگر رپورٹ عام نہ کی گئی تو آئندہ قرض نہیں ملے گا، مجبوراً جاری کرنا پڑا۔ رپورٹ کیا ہے ملک کے طاقتور طبقوں بشمول سول حکومت اور مقتدر حلقوں پر فردِ جرم سے کم نہیں۔

رپورٹ کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

گزشتہ تین برسوں کے دوران پاکستان میں بدعنوانی ''مستقل اور مہلک'' ہے؛ عام خدمت سے لے کر ریاستی ملکیت والی صنعتیں اور سرکاری ٹھیکے سب متاثر ہیں اور سب سے زیادہ نقصان دہ وہ کرپشن ہے جو ''اشرافیہ'' سرکاری شعبوں اور معیشت سے متعلق اداروں پر قبضے کے ذریعے کرتی ہے۔

رپورٹ میں عدالتی نظام، نگرانی کرنے والے اداروں، ٹیکس اور پبلک پروکیورمنٹ کے شعبوں میں شفافیت کی شدید کمی کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ قانونی فریم ورک اور ذمہ داریوں کی تقسیم اتنی پیچیدہ اور غیر مؤثر ہے کہ بدعنوانی پکڑنا اور اس کا تدارک کرنا مشکل ہے۔ جس کا شاخسانہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مملکت جس کی شرح نمو صرف پانچ برس میں 5 تا 6 فیصد تک بہتر ہوسکتی ہے، بدعنوانی اور گورننس کی خرابی کے باعث ایک فیصد سے بھی کم رہتی ہے، حتیٰ کہ کبھی منفی میں جا گرتی ہے۔

آئی ایم ایف نے خاص طور پر دس ایسے شعبہ جات اور ریاستی اداروں کی نشاندہی کی ہے جو ''جوکھم بھرے'' کے زمرے میں آتے ہیں، یعنی وہ ادارے جہاں کرپشن کے امکانات سب سے زیادہ ہیں۔ اُن اداروں میں احتساب، ٹیکس کو جمع کرنا (FBR)، مالیاتی نگرانی (بنک دولت پاکستان، SECP) اور مارکیٹ ریگولیشن (مثلاً مسابقتی کمیشن) وغیرہ کے شعبے شامل ہیں۔ صرف دو مثالیں قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔ سونے جیسی قیمتی دھات، جس سے اللہ تعالیٰ نے ملک کو بہت نوازا ہے، کی 90 فیصد سے زیادہ تجارت غیر رسمی چینلز اور طریقوں سے ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں پاکستان زیادہ تر درآمدی سونے پر انحصار کرتا ہے۔ اسی طرح ملک کی مالی پالیسی (Fiscal Policy) کا بڑے پیمانے پر انحصار بالواسطہ ٹیکسوں پر ہے، جس کا فوری اور لازمی منفی اثر کم آمدن والے گھرانوں پر ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں ٹیکس کے نظام کی پیچیدگیاں، سرکاری اخراجات و مالیاتی انتظام میں شفافیت کا نہ ہونا، عوامی ٹھیکوں کا بحیثیت رشوت استعمال اور ریاستی اداروں کی نگرانی کا فقدان بدعنوانی کو فروغ دیتا ہے۔

مستزاد یہ کہ پاکستان میں کرپشن کا ''اصل حجم اور حقیقی مقدار'' معلوم کرنے کا طریقہ کار ہی موجود نہیں بلکہ سرکاری محکمے رشوت، کالے دھن (منی لانڈرنگ)، غیر قانونی ٹھیکوں اور دیگر مالی بدعنوانیوں میں اشرافیہ کے دست و بازو بن چکے ہیں۔

نام نہاد احتساب و نگرانی کرنے والے اداروں جیسے نیب (NAB)، ایس ای سی پی (SECP) اور مسابقتی کمیشن (CCP Pakistan) کو ملک کی اشرافیہ نے یرغمال بنا رکھا ہے، جنہیں وہ اپنے حریفوں (سیاسی اور معاشی) کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کرتی ہے اور انہی ذرائع سے غریب اور متوسط طبقہ کا خون بھی نچوڑتی ہے۔ ملکی آمدنی اکٹھا کرنے والے اداروں کے سربراہان کی تقرری سیاسی اثر و رسوخ سے ہوتی ہے اور آج تک میرٹ اور شفاف اصولوں پر نہیں ہوئی۔

رپورٹ کے مطابق پاکستان کا مالیاتی سیکٹر بھی انتہائی بوسیدہ ہو چکا ہے۔ کالے دھن (منی لانڈرنگ) کا راج ہے۔ نظامِ عدل و انصاف اس حد تک لاغر کر دیا گیا ہے کہ عوامی وسائل کے غلط استعمال، سرمایہ کاری کی راہ میں رکاوٹ اور مالی بے ضابطگیوں پر کسی کو کٹہرے میں لانے کے بھی قابل نہیں، جرم کی سزا دینا تو دور کی بات ہے۔

جب بدعنوانی عام اور ادارہ جاتی شفافیت ناپید ہوگی، تو عوام سرکاری اداروں اور عدلیہ پر اعتماد کیونکر کریں گے۔ کاروباری طبقہ (غیر ملکی و ملکی) بھی پاکستان میں سرمایہ کاری سے قبل سو بار سوچے گا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے کئی بڑے اور معروف کاروباری نام اپنی کمپنیاں اور فیکٹریاں پاکستان سے بند کر کے بنگلہ دیش اور اس جیسے دیگر ممالک میں منتقل کر چکے ہیں۔

اگرچہ آئی ایم ایف کی رپورٹ میں اصلاحات کا ایک 15 نکاتی ایجنڈا تجویز کیا گیا ہے، لیکن ہمیں اس سے کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ خرابی اور اس کی جڑ سب کے سامنے ہے۔ اس کو جاننے کے لیے کسی رپورٹ کی ضرورت نہیں۔

ٹریڈنگ اکنامکس کی ویب سائٹ کے مطابق 4 دسمبر 2025ء کے اشاریوں کے مطابق پاکستان میں ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر 280 تا 283 کے درمیان قدرے مستحکم ہے اور افراطِ زر کی شرح تین سال قبل کی 38 فیصد سے کم ہو کر اب 6.1 فیصد ہے۔ البتہ معیشت کے دوسرے اشاریوں کو دیکھیں تو حالت انتہائی دگرگوں ہے۔ تجارتی خسارہ 803 ارب روپے اور کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ 59.4 کروڑ ڈالر (جو ملکی پیداوار کا 0.5 فیصد ہے) تک جا پہنچے ہیں۔ حکومتی بجٹ خسارہ ملکی پیداوار کا 6.8 فیصد ہے۔ بے روزگاری بے لگام ہو کر تقریباً 5.5 فیصد کو چھو رہی ہے۔ حکومتی قرض کا شرح نمو سے تناسب 80 فیصد ہے اور پاکستان 80.5 کھرب روپے کا مقروض ہے، جس میں ایک بڑا حصّہ واجب الادا سود پر مشتمل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سودی قرضوں نے پاکستان کو گہری کھائی کے دہانے لا کھڑا کیا ہے، لیکن حکومت ہو یا ریاستی ادارے، کوئی اس لعنت سے نجات حاصل کرنے کو تیار نہیں۔ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو قائم ہونے والا پاکستان جو اپنا مطلب لا الٰہ الا اللہ بتاتا ہے سودی معیشت کی جکڑ بندی میں تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے۔ سودی لین دین اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا بدترین استحصال ہے، اُن کے حقوق پر ڈاکہ ہے جو باہمی نفرت اور دشمنی کا موجب بنتا ہے۔

آخر میں ہم یہ کہنے سے ہرگز نہیں ہچکچائیں گے کہ اگر حکومت، مقتدر حلقے، عدلیہ، علماء کرام، دینی جماعتوں اور عوام الناس نے سود کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے اپنا تن من دھن نہ لگایا تو اللہ رب العزت کا قہر اور غضب نازل ہونے کا شدید خدشہ ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ کا اس کے علاوہ اور کیا نتیجہ نکلے گا؟ آیئے، اسلام کا نظام عدل اجتماعی آزما کر دیکھیں۔ معیشت سے سود، کرپشن، اقرباء پروری اور اشرافیہ کے اللے تللے ختم کرنے کے لیے کمر کس لیں۔ شاید نہیں یقیناً وہ دنیا جس کے پیچھے ہم خوار ہو رہے ہیں وہ بھی ہمارے قدموں تلے آئے گی اور آخرت کی کامیابی بھی حاصل ہوگی، ان شاء اللہ! وہی اصل کامیابی ہے۔

آسان نکاح: حیا، اقدار اور ایمان کی حفاظت

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 27 نومبر 2025ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

گزشتہ خطاب جمعہ نکاح کو آسان بنانے کے حوالے سے شریعت کے جو تقاضے ہیں اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس حوالے سے جو اصلاحی تحریک چلائی تھی، اس کا ذکر ہوا تھا، اسی تسلسل میں آج کچھ اور باتیں بھی عرض کرنا مقصود ہیں۔ خاص طور پر آج کل سوشل میڈیا پر عدالت کے ایک فیصلے کی بازگشت ہے جس میں ایک جج صاحب نے اسلامی معاشرت کا حوالہ دیا ہے، اس پر بھی کلام ہوگا۔ علاوہ ازیں IMF کی رپورٹ، مسجد اقصیٰ اور غزہ کے مسائل بھی زیر بحث آئیں گے۔ ان شاء اللہ!

حیا کی حفاظت اور زنا کی روک تھام

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ﴾ (الملک:14)

”کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟“

جس خالق نے مخلوق کو پیدا کیا ہے اُس سے بڑھ کر کون جان سکتا ہے کہ کون چیز مخلوق کے فائدے میں ہے اور کونسی اُس کے لیے نقصان دہ ہے۔ انسانی عقل بہرحال محدود ہے اور اس میں بڑی خطائیں بھی ہوتی ہیں، غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور جب بھی نظام کو فقط انسانی عقل کے مطابق استوار کیا جائے گا تو لامحالہ اس کے نتائج انسانی معاشرے کے لیے تباہ کن ثابت ہوں گے، جیسا کہ آج ہو بھی رہے ہیں۔ اسی لیے وحی کی اہمیت ہے۔ وحی کی تعلیم وہ ہے جو ہمارے انفرادی اور اجتماعی معاملات کے لیے خالق نے عطا فرمائی، اپنے پیغمبروں کے ذریعے تعلیم فرمائی اور قرآن وسنت کی صورت میں محفوظ ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونے میں ہی انسانیت کی بھلائی اور خیر پوشیدہ ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ دین اسلام کو مکمل فرمانے کا اعلان کرتے ہوئے اسے اللہ کی نعمت قرار دیتے ہیں۔ فرمایا: ﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ﴾ (المائدہ:3)

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور تم پر اتمام فرما دیا ہے اپنی نعمت کا اور تمہارے لیے میں نے پسند کر لیا ہے اسلام کو بحیثیت دین کے۔“

اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل دین عطا فرما کر انسانیت کو بہت بڑی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ اگر انسانی معاشرے اس دین کو مکمل طور پر اپنالیں تو امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائیں لیکن انسان اپنی کم علمی اور محدود عقل کے باعث کبھی کبھی اس فطری دین کے خلاف شکوہ شکایت کرنے لگتا ہے اور بعض اوقات کفریہ کلمات تک زبان پر آجاتے ہیں۔ جیسا کہ سیکولر طبقہ کی جانب سے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ سود

مرتب: ابو ابراہیم

کے بغیر تو ہمارا معاشی نظام چل ہی نہیں سکتا، سود کو کیوں منع کیا گیا، شراب پر پابندی کیوں لگائی گئی، پردے کا حکم کیوں دیا گیا، اگر پردہ کریں گے تو معاشرے میں مسائل کا سامنا ہوگا۔ اسی بات پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ﴾ کیا اللہ کو نہیں پتہ کہ مخلوق کے لیے کونسی چیز فائدہ مند ہے اور کونسی نقصان دہ ہے؟ جس دین کو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لیے بہت بڑی نعمت بنایا ہے، انسان اپنی کم عقلی کے باعث اُسے اپنے لیے زحمت سمجھنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ پھر معاشروں کی اُس تباہی کی صورت میں نکلتا ہے جس کا سامنا آج اکثر معاشروں کو ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ﴾ اللہ تعالیٰ اسلام کو بطور دین پسند کرتا ہے۔ اسلام انگریزی والا Religion نہیں ہے، مسیحیت، یہودیت، بدھ مت، جین مت وغیرہ مذہب ہو سکتے ہیں لیکن اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں کے لیے رہنمائی دیتا ہے۔ سورۃ الاحزاب میں فرمایا: ﴿لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾ (الاحزاب:21) ”(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے۔“

ہمارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں اس مکمل دین کا نمونہ موجود ہے۔ نکاح بھی آپ ﷺ کی ایک اہم سنت ہے جس کے طریقہ کار اور تقاضوں پر گزشتہ خطاب جمعہ میں تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ اگر مسنون طریقے سے نکاح کو رواج دیا جائے گا تو کئی فرسودہ رسومات سے بھی جان چھوٹ جائے گی، ہم نے اپنے لیے خود پہاڑ جیسے بوجھ بنا رکھے ہیں اُن سے بھی نجات ملے گی اور کئی گردنیں طوق سے آزاد ہو جائیں گی، اس کے علاوہ نکاح کو آسان بنایا جائے گا تو معاشرے میں حیا، عصمت اقدار کی حفاظت بھی ممکن ہو جائے گی۔ حیا کی حفاظت ہوگی تو ایمان کی تکمیل بھی ممکن ہوگی اور اپنے گھروں اور اپنی نسلوں کے مستقبل کو مضبوط کرنے کا موقع ملے گا۔ دنیا کے وہ ممالک جہاں نکاح کو مشکل بنا دیا گیا ہے، وہاں نسلوں کا مستقبل داؤ پر لگ چکا ہے، جیسا کہ جاپان، فرانس اور دیگر کئی ممالک میں بوڑھوں کی اکثریت ہے اور نوجوان نسل ناپید ہو رہی ہے۔ قومیں سر پکڑ کر بیٹھ گئی ہیں کہ اپنے معاشرے کو کیسے بچائیں۔ آج 2025ء میں ہم کہاں کھڑے ہیں؟ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ نکاح کو مشکل بنانے کے نتیجے میں آج ہمارا معاشرہ، دینی اقدار، حیا اور ایمان بھی خطرے میں پڑ چکا ہے۔ کب تک شتر مرغ کی طرح ریت میں سر دے کر بیٹھے رہیں گے؟

کراچی کے بعض تعلیمی اداروں کے ذمہ داران اور طلبہ جو کچھ بتاتے ہیں وہ بیان کرتے ہوئے زبان لڑکھڑانے لگتی ہے۔ ایک مشہور پرائیویٹ یونیورسٹی کے

بی ایس کمپیوٹر سائنس کے طالب علم نے بتایا کہ کلاس میں 21 طلبہ ہیں، اُن میں سے 18 ڈپریشن کا شکار ہیں اور ان میں سے اکثریت مخلوط ماحول کی وجہ سے پیدا ہونے والے نفسیاتی کیفیت کی وجہ سے اس حالت کو پہنچی ہے۔ جب ایسا ماحول فراہم کیا جائے گا جس میں حیا اور پردہ نہ رہے تو پھر ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے کہ نسلوں کا مستقبل خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ کراچی کے شہر میں ہی وہ واقعہ بھی رونما ہوا جس کی بازگشت پوری دنیا کے میڈیا پر سنائی دی گئی۔ 9ویں جماعت کے طالب علم نے پہلے اپنی کلاس فیلو کو گولی مار کر قتل کیا اور پھر اپنی جان بھی لے لی۔ اسی طرح گھر سے بھاگ کر شادی کرنے اور کورٹ میرج کرنے کا رواج بڑھ رہا ہے اور اس کے منفی اثرات کی وجہ سے زندگیاں تباہ ہو رہی ہیں، ایک بار جو لڑکی گھر کی دہلیز کو پار کر جاتی ہے تو پھر معاشرے میں اُس کو وہ عزت نہیں ملتی اور اس وجہ سے بھی نفسیاتی مسائل، خودکشی اور قتل جیسے مسائل سامنے آتے ہیں جیسا کہ آج کل بھی سوشل میڈیا پر مشہور کیسز کی بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ پھر اسی مخلوط ماحول کی وجہ سے منشیات کا استعمال بھی نوجوان نسل میں بڑھ رہا ہے، کیونکہ پردہ، حجاب اور حیا جیسے فطری اسلامی اصولوں سے بغاوت کی جائے گی تو اس کا لازمی نتیجہ انسانی المیوں کی صورت میں سامنے آئے گا اور سکون کے لیے منشیات اور شراب کا سہارا لیا جاتا ہے اور اس طرح نوجوان نسل تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب نکاح کے مسنون عمل کو مشکل بنایا جائے گا تو پھر حیا اور ایمان جاتا رہے گا، عزتیں برباد ہوں گے، زنا اور نفسیاتی مسائل بڑھیں گے اور نوبت قتل و غارت اور بربادی تک پہنچے گی۔ فقہاء نے دین کا ایک بنیادی اصول بیان کیا ہے جس کو سدِ ذرائع کہتے ہیں۔ ’’سد‘‘ دیوار کو کہتے ہیں۔ سدِ ذرائع کا مطلب ہے وہ تمام راستے بند کر دیئے جائیں جو انسان کو بے حیائی، معصیت، حرام اور زنا کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ اسی لیے قرآن پاک میں صرف زنا سے نہیں منع کیا گیا بلکہ زنا کی طرف لے جانے والے تمام ذرائع کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى﴾ (بنی اسرائیل:32)

’’اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔‘‘

یعنی وہ تمام ذرائع جو بالآخر اس جرم تک لے جا سکتے ہیں ان تمام پر اللہ نے پابندی لگائی ہے۔ اللہ کی شریعت کی تعلیم جرم کے ہو جانے کے بعد متحرک نہیں ہوتی۔ یہ تو انسان کا قانون ہے کہ جرم ہو جانے کے بعد قانون حرکت میں آتا ہے۔ شریعت کی تعلیم تو جرائم کی جڑ کو ہی ختم کرنے کی بات کرتی ہے۔ یہ دینِ فطرت کا بہت پیارا اصول ہے۔ زنا جیسے گھناؤنے جرم کے سدباب کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کئی احکامات عطا کیے جن کا بڑا مقصد حیا، ابرو اور ایمان، گھروں، نسلوں اور معاشروں کی حفاظت ہے تاکہ معاشروں کو گندگی کا ڈھیر بنانے سے بچایا جا سکے، نسلِ انسانی آگے بڑھے اور پُر وقار معاشرت وجود میں آئے۔ مشہور حدیث ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: حیا اور ایمان دونوں لازم اور ملزوم ہیں۔ اگر ایک چلا جائے تو دوسرا بھی چلا جائے گا۔ یعنی حیا چلی جائے گی تو ایمان بھی چلا جائے گا۔ حیا اور ایمان کو بچانے کے لیے دین نے پردے اور حجاب کو لازم قرار دیا ہے اور مخلوط ماحول کی نفی کی ہے۔ سورہ نور کی آیات 30 اور 31 میں اللہ تعالیٰ نے پہلے مردوں کو نگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے، پھر عورتوں کو اور اس کے بعد گھروں کے اندر پردے اور حجاب کے تقاضے اور لباس کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ اسی طرح سورۃ الاحزاب کی آیت 32 میں کہا گیا ہے کہ کسی خاتون کو کسی غیر مرد سے بامر مجبوری گفتگو کرنا پڑ جائے تو اس انداز میں کرے کہ کوئی لہجے اور الفاظ میں ایسی نرمی نہ ہو کہ سامنے والے کے دل میں کوئی بُرا ارادہ یا بُرے جذبات جنم لے سکیں۔ اسی سورت کی آیت 33 میں فرمایا کہ عورت کی اصل ذِمّہ داری گھر کی چار دیواری کے اندر ہے۔ یعنی عورت کا اصل مقام گھر کے اندر ہے۔ اولاد کی اچھی طرح سے تربیت کرنا بہت اہم ذِمّہ داری ہے اور ابتدائی طور پر یہ ذِمّہ داری گھر میں رہ کر عورت کر سکتی ہے جبکہ مرد کے ذِمے گھر سے باہر کی ذِمّہ داریاں دی گئیں۔ پھر اسی سورت کی آیت 53 میں صحابہ کرام ؓ کو حکم دیا گیا کہ:

﴿فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۭ﴾ (الاحزاب:53)

’’تو پردے کی اوٹ سے مانگا کرو۔‘‘

اس میں پوری اُمت کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر کسی غیر محرم خاتون سے کوئی جائز بات کرنی ہو تو پردے کے پیچھے رہ کر کریں۔ اس آیت میں باقاعدہ طور پر حجاب کا حکم ہے۔ انبیاء کے بعد پاکیزہ ترین جماعت صحابہؓ کی تھی، اگر ان کے لیے غیر محرم خواتین سے حجاب کے پیچھے سے بات کرنا لازم قرار پایا تو باقی اُمتیوں کو کس قدر اہتمام کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح سورہ احزاب کی آیت 59 میں حکم آیا کہ:

’’اے نبی (ﷺ)! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے مونہوں پر نقاب ڈالا کریں، یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ پہچانی جائیں پھر نہ ستائی جائیں اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔‘‘

جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو اس طرح ڈھانپ لے کہ بندہ پہچانا نہ جائے۔ گھر سے باہر جب کسی خاتون کو جانا ہو تو اس کے لیے جلباب کا اوڑھنا لازمی ہے۔ اس قدر واضح احکامات کے باوجود بھی اگر جن لوگوں کو پردے اور حجاب کی فرضیت کا علم نہیں تو اُن کی حالت پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سورہ نور کی آیت 31 میں محرم اور نامحرم کے درمیان فرق بتایا گیا۔ ان کے الگ الگ تقاضے بھی قرآن میں بیان ہوئے۔ یہاں تک حکم آیا کہ چھوٹے بچے جب بڑے ہو جائیں تو پردے کے احکامات لاگو ہوں، گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا پڑے گی۔ اسی طرح زنا کا ایک اور ذریعہ نشہ ہے، جیسا کہ شراب وغیرہ۔ بعض مسلم ممالک سمیت جن ممالک میں شراب کا دھندہ عام ہو رہا ہے وہاں زنا اور فحاشی بھی اُسی قدر بڑھ رہی ہے۔ سود بہت بڑا جرم ہے لیکن سود کے معاملے کے تعلق سے چار افراد (لینے اور دینے والا، لکھنے اور گواہ بننے والا) پر لعنت کی گئی۔ عجیب بات ہے کہ شراب کے تعلق سے دس قسم کے افراد (مثلاً شراب کشید کرنے والا، پیک کرنے والا، بیچنے والا، سپلائی کرنے والا، پلانے والا اور پینے والا وغیرہ) پر لعنت کی گئی۔ اس پر سزا کا ذکر بھی ہمیں تفصیل سے ملتا ہے۔ اسی طرح رقص و سرود کی محافل پر بھی اسلام پابندی لگاتا ہے، موسیقی اور گانے بجانے کے تمام معاملات کو حرام قرار دیتا ہے۔ ان میں فلمیں، ڈرامے وغیرہ بھی شامل ہیں۔ ان کو دیکھ کر انسان کے اندر سے حیا جاتی رہتی ہے اور جب حیا جاتی ہے تو حدیث کے مطابق ایمان بھی چلا جاتا ہے۔ پھر اس کے نتائج وہی نکلتے ہیں جن کا آج معاشرے کو سامنا ہے۔ اسی طرح غیر محرم مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ دائرہ کار اسلام نے معین کیا ہے اور مخلوط ماحول میں دونوں کے اکٹھے ہونے پر پابندی عائد کی ہے۔ خواتین اگر مسجد میں نماز ادا کرنے آئیں گی تو اُن کے لیے الگ جگہ ہوگی تاکہ مردوں اور عورتوں کے درمیان پردہ رہے۔ بدقسمتی سے آج مغربی تہذیب کو اس قدر سر پر چڑھا لیا گیا ہے کہ اسلام کی یہ سنہری تعلیمات اجنبی لگنے لگی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عدالت کے ایک فیصلے میں جج صاحب نے اسلامی معاشرت اور شرعی مسائل کا ذکر کیا اس کی مخالفت میں سوشل میڈیا پر شور اُٹھ رہا ہے کہ تمہارا کام فیصلہ سنانا ہے، تبلیغ کرنا نہیں۔ حالانکہ اسلامی معاشرت

میں قاضی فیصلہ دیتے تھے تو لوگوں کی اصلاح کے لیے اخلاقی پہلوؤں کو بھی اجاگر کرتے تھے۔

شریعت نے معاشرتی جرائم پر سزائیں بھی مقرر کی ہیں جیسا کہ غیر شادی شدہ مرد وعورت اگر زنا کریں تو انہیں 100 کوڑے مارے جائیں گے۔ اگر شادی شدہ مرد یا عورت زنا کریں تو دونوں کو رجم کیا جائے گا جس میں پتھر مار مار کر زانی کو ہلاک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح شرابی اور سود خور کے لیے بھی سزائیں مقرر ہیں ۔ یہ سب سزائیں اس لیے دی جاتی ہیں تاکہ ان جرائم کی روک تھام ہو سکے جو معاشرے، گھروں اور زندگیوں کو تباہ کر سکتے ہیں۔ اس میں بھی انسانوں کا ہی فائدہ ہے۔ اگر سخت سزاؤں کی وجہ سے لوگ ایسے جرائم سے رُک جاتے ہیں تو ان کی حیا اور ایمان بھی محفوظ رہیں گے، ایمان محفوظ رہے گا تو آخرت کی دائمی کامیابی کے مواقع بھی میسر ہوں گے۔ بصورت دیگر دنیا وآخرت دونوں برباد ہو سکتی ہیں۔

اسلام کے ان فطری اصولوں کو جب منبر ومحراب سے بیان کیا جاتا ہے تو مغرب زدہ طبقہ اس کے خلاف چیختا چلاتا ہے کہ یہ کس زمانے کی باتیں کر رہے ہیں، آج ماڈرن دور ہے، جس کے تقاضے اور ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن جب اسلام کے ان فطری اصولوں کو توڑنے کی وجہ سے ایسے حادثات رونما ہوتے ہیں کہ جن میں کسی کی عزت جاتی ہے، کسی کا قتل ہوتا ہے، کوئی خودکشی کرتا ہے تو پھر یہی طبقہ شور مچاتا ہے کہ ظلم ہوگیا۔ حالانکہ اصل ظلم تو یہی طبقہ کر رہا ہے جو اسلام کے فطری اصولوں کی مخالفت کرتا ہے اور مادر پدر آزاد مغربی معاشرت کو پروموٹ کرتا ہے جس کے نتیجے میں یہ سارے جرائم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حیا ایمان گھرانوں اور نسلوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

غزہ کا معاملہ

ٹرمپ نے دباؤ ڈال کر سکیورٹی کونسل میں قرارداد منظور کروالی۔ ہمارے لیے شرم کا مقام ہے کہ پاکستان نے بھی اس قرارداد کی حمایت کی ہے۔ فلسطینیوں سے کسی نے بھی نہیں پوچھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور ان کے فیصلے دنیا بیٹھ کر کر رہی ہے۔ قرارداد کے مطابق فلسطین میں ایک بین الاقوامی استحکام فورس بنائی جائے گی جس میں پاکستان کی فوج بھی حصہ لے گی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ابراہم اکارڈ کو بھی سائن کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اس کا واضح مطلب ہے کہ اسرائیل کی ناجائز اور قابض ریاست کو تسلیم کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں ۔ حالانکہ پاکستان کی اسرائیل کے حوالے سے آفیشل پالیسی قائداعظم کے دور سے ہی واضح تھی جس کے مطابق اسرائیل ایک ناجائز اور قابض ریاست ہے، اس کو تسلیم کرنے کا مطلب ظلم کو تسلیم کرنا ہے۔ آج قائداعظم کی اس پالیسی کو پاؤں تلے روندنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یہ ہمارے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ مسجد اقصیٰ کی حفاظت کرنے والے مظلوم فلسطینیوں کے ساتھ کھڑے ہونے کی بجائے ظالم اور غاصب صہیونیوں کی صف میں کھڑے ہونے جا رہے ہیں جن کا مقصد مسجد اقصیٰ کو گرا کر تھرڈ ٹیمپل تعمیر کرنا ہے۔ بین الاقوامی استحکام فورس کا ایک مقصد حماس کو غیر مسلح کرنا بھی ہوگا۔ حالانکہ حماس کو غیر مسلح کرنا ایسا ہی ہے جیسے بوسنیا میں مسلمانوں کو غیر مسلح کیا گیا تھا اور پھر ان سب کو اجتماعی قبروں میں دفن کر دیا گیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ہم حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ ٹرمپ کے سامنے جھکنے کی بجائے اُمت کو کھڑا کرنے کی کوشش کریں۔ مسجد اقصیٰ اور فلسطین کی حفاظت کے لیے کھڑا ہونا چاہیے۔ یہ اس اُمت کا فرض تھا، اس سے منہ موڑ کر آخرت میں اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ اللہ ہمارے حکمرانوں کو صحیح فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مرکزی انجمن خدام القرآن—شعبہ تحقیق اسلامی

موبائل فون ایپس

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تمام کتابیں موبائل فون پر مطالعہ کرنے کے لیے گوگل پلے سٹور پر:

Tanzeem Digital Library

بیان القرآن کی آفیشل ایپ حاصل کرنے کے لیے گوگل پلے سٹور پر:

Dr Israr Ahmad IRTS-Bayan ul Quran

محترم پروفیسر حافظ احمد یارؒ۔ لغات واعرابِ قرآن
اور ترکیب قرآن پر ایپ سے استفادہ کے لیے گوگل پلے سٹور پر:

Lughat o Aerab e Quran

آئی فون ایپس

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تمام کتابیں موبائل فون پر مطالعہ کرنے کے لیے ایپ سٹور پر:

Tanzeem Digital Library

بیان القرآن کی آفیشل ایپ حاصل کرنے کے لیے ایپ سٹور پر:

Dr Israr Ahmad-Bayan ul Quran

محترم پروفیسر حافظ احمد یارؒ۔ لغات واعرابِ قرآن
اور ترکیب قرآن پر ایپ سے استفادہ کے لیے ایپ سٹور پر:

Professor Hafiz Ahmed Yar

سوشل میڈیا اور اس کے خطرات

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی

آج کل سوشل میڈیا کا استعمال بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اور روز بروز بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ سوشل میڈیا پر ہر شخص کی دلچسپی کا سامان موجود ہے۔ ہزاروں ویب سائٹس ہیں جو عریانی وفحاشی پر مشتمل مواد اور ویڈیوز نشر کرتی ہیں۔ بے شمار Apps ایسی ہیں جن کے ذریعے بیرونی ایجنسیاں ہماری جاسوسی کرتی ہیں۔ ان حالات میں اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ لوگوں کو آگاہی دی جائے اور ان کی رہنمائی کی جائے کہ صرف اور صرف ناگزیر ضروریات کے لیے اسے کیسے استعمال کیا جائے۔

اسلام ایک نظریاتی دین ہے۔ جب تک کسی عمل کے پیچھے کوئی نظریہ یا عقیدہ کارفرما نہ ہو تو وہ عمل بے مقصد اور لایعنی کوشش کہلاتا ہے۔ عموماً کسی بھی عمل کی بنیاد کوئی نہ کوئی فکر ہوتی ہے اور یہی عمل جب منظم اور اجتماعی شکل اختیار کر لیتا ہے تو اُسے تحریک کہتے ہیں۔ لہٰذا عمل اور تحریک کے لیے عقیدہ اور فکر کی تصحیح اور تطہیر مسلّم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے پہلے عقیدہ اور فکر کی اصلاح پر زور دیا اور بعد میں عمل پر، کیونکہ اگر عقیدہ اور نظریہ درست ہوگا تو عمل بھی صحیح رُخ پر ہوگا، اور اگر فکر اور عقیدہ ہی میں بگاڑ ہوا تو عمل فاسد شمار ہوگا۔ پس انٹرنیٹ کے بارے میں بھی ہمیں اپنی سوچ اور فکر کو درست کرنا ہوگا۔

انٹرنیٹ کے بارے میں لوگوں کے درج ذیل مختلف نظریات ہیں:

☆ یہ فی نفسہٖ ایک خیر کا آلہ ہے اور اس سے دنیا میں بہت بڑا خیر وجود میں آیا ہے۔

☆ ایک رائے یہ ہے کہ یہ ایک مجرد شے ہے جو فی نفسہٖ خیر وشر سے پاک ہے۔ یعنی یہ نہ خیر کا آلہ ہے نہ شر کا۔ اصل مسئلہ اس کے استعمال کا ہے۔ چاہے تو خیر کے لیے استعمال کر لیں اور چاہے تو شر کے لیے استعمال کر لیں۔

☆ ایک رائے یہ بھی ہے کہ فی نفسہٖ خیر یا شر تو نہیں ہے، البتہ شر کے لیے اس آلہ کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے اس پر شر کا آلہ ہونے کا اطلاق ہوتا ہے۔ البتہ اس سے خیر کا کام لینے کی بھی گنجائش موجود ہے۔ اس کے ذریعہ خیر کو پھیلا کر شر کے اثرات کو کم کیا جا سکتا ہے۔

☆ چوتھی رائے یہ ہے کہ انٹرنیٹ سمیت سائنس کی زیادہ تر ایجادات فی نفسہٖ شر ہیں کیونکہ ان ایجادات کی پیداوار ایک خاص فکر، عقیدہ، تہذیب، عالمی سرمایہ دارانہ نظام اور ذہنیت کی بنیاد پر ہے، لہٰذا ان سائنسی ایجادات سے خیر کی کوئی توقع کرنا عبث اور بیکار ہے۔

ان میں سے ہر رائے اپنے پیچھے مضبوط دلائل رکھتی ہے، البتہ تیسری رائے زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے۔ 20ویں صدی کے آغاز تک سائنسی ایجادات کے پس منظر میں انسانی ضرورت کا پہلو غالب رہا ہے۔ 19ویں صدی کے اختتام تک یہ ایجادات انسانی ضروریات کے تقریباً ہر پہلو کو محیط تھیں۔ اس کے بعد انسان نے ایک قدم آگے بڑھ کر آسائش کی خاطر ایجادات کی طرف توجہ دی۔ اس تمام عرصے میں ضروریات اور آسائش کے ساتھ ساتھ جنگ کے لیے اسلحہ کو بھی جدید سے جدید تر بنانے کی کوششیں جاری رہیں۔ 1970ء کی دہائی کے بعد ان ایجادات میں عالمی سرمایہ دارانہ ذہنیت، سیکولر سوچ اور جاہلی تہذیب وتمدن کی نشر واشاعت، لذت اور مغربی تہذیب کی ترویج کا پہلو غالب ہو گیا اور انہی بنیادوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایجادات پر ایجادات ہونے لگیں۔

انٹرنیٹ بھی درحقیقت تیسرے دور کی ایجادات ہے، اور ابتدا میں اس کو فوجی مقاصد کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اس کی ایجاد کے پس منظر میں خیر وشر کا کوئی تصور موجود نہ تھا، پھر بھی یہ بات بہرحال مسلّم ہے کہ آج اس آلہ کو بے حیائی، عریانی، فحاشی، لچرپن، مادر پدر آزادی، لبرل ازم، سیکولرازم، ٹرانس جینڈر جیسے نظریات اور مغربی تہذیب کی نشر واشاعت کے لیے ابلیس اور اس کے ایجنٹوں کی باقاعدہ سرپرستی میں استعمال کیا جا رہا ہے۔

چنانچہ انٹرنیٹ پر بیٹھے ہوئے انسان کو یقین رکھنا چاہیے کہ وہ آگ کے ایک انگارہ پر بیٹھا ہوا ہے جو کسی بھی لمحے بھڑک کر اس کے ایمان کو جلا سکتا ہے۔ مال اور اولاد میں خیر کا پہلو بہت حد تک غالب ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کو ”فتنہ“ کہا ہے، جبکہ انٹرنیٹ میں تو ویسے ہی شر کا پہلو غالب ہے، لہٰذا اس کے فتنہ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ پس ہمیں اس فتنے کی خرابیوں سے بچتے ہوئے اسے استعمال کرنا ہے۔

حفاظتی حصار کے ساتھ سوشل میڈیا کا استعمال

ایک بندۂ مومن کو اس کے استعمال سے پہلے اپنے گرد شیطان سے ایک حفاظتی حصار کھینچ لینا چاہیے۔

جب قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝۹۸﴾ (النحل) ”تو جب آپ قرآن پڑھیں تو اللہ کی پناہ طلب کر لیجیے شیطان مردود سے۔“ تو موبائل جیسے آلات کے استعمال سے پہلے تو اللہ سے پناہ طلب کرنے کی بدرجہا زیادہ ضرورت ہے۔ لہٰذا ہمیں موبائل، لیپ ٹاپ یا کمپیوٹر کے استعمال سے پہلے ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ“ پڑھ لینا چاہیے۔ علاوہ ازیں شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کے لیے دیے گئے مسنون اذکار کا ورد کرتے ہوئے اس کو استعمال کریں، مثلاً:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

”میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں اس کی ہر اس مخلوق کے شر سے جو اُس نے پیدا کی ہے۔“

یا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ

”میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے، شیطان رجیم سے اور اس کے پھونک مارنے، پھسلا دینے اور اس کے برے وسوسے ڈالنے سے۔“

یا المعوّذتین (سورۃ الفلق اور الناس) یا آیت الکرسی وغیرہ۔

علاوہ ازیں وضو کر کے انٹرنیٹ پر بیٹھنا چاہیے۔ ویسے تو انسان کو ہر وقت ہی باوضو رہنا چاہیے، لیکن اگر مجبوری میں شر کے مقامات پر جانا پڑے تو باوضو رہنے سے انسان کو بہت قوت ملتی ہے۔

وقت کی حدود اور ہدف کا تعین

ضرورت کے تحت استعمال میں بھی بعض اوقات انسان کے بہک جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے استعمال سے پہلے یہ طے ہونا چاہیے کہ ہم اس وقت انٹرنیٹ کیوں استعمال کرنا چاہتے ہیں اور ہم کتنی دیر تک اس کو استعمال کریں گے۔ ہمارا یہ پختہ ارادہ ہونا چاہیے کہ ہم انٹرنیٹ پر اپنا ضروری کام ختم کرتے ہی اسے بند کر دیں گے۔

بعض اوقات ہم دعوت وتبلیغ کی نیت سے چیٹنگ شروع کرتے ہیں کہ اچانک کوئی Ad یا کسی ویڈیو کا لنک ہمارے سامنے آ جاتا ہے اور ہم اُسے بے دھیانی یا تجسس میں کھول لیتے ہیں اور پھر کہیں سے کہیں نکل جاتے

ہیں۔ بیٹھے تو ہم تھے دعوت وتبلیغ کی نیت سے،لیکن دو گھنٹے کے بعد کچھ فضول سی ویڈیوز دیکھ کر اٹھے۔لہٰذا ہمیں سوشل میڈیا کے استعمال سے پہلے وقت کی حدود اور ہدف کے تعین کو یقینی بنالینا چاہیے۔

سوشل میڈیا وقت کے ضیاع کا بہت بڑا باعث ہے۔

ایک عام شخص جسے کسی نے ای میل نہیں بھیجنی اور نہ ہی اسے کسی کو ای میل بھیجنے کی ضرورت ہے،اس نے بھی اپنا ای میل ایڈریس، فیس بک اور ٹویٹر پر اکاؤنٹ بنایا ہوا ہے اور موبائل پر اُن سب سے رابطہ میں رہ کر وقت ضائع کرتا رہتا ہے۔ بے شمار لوگ ویڈیوز بنا کر ٹک ٹاک پر ڈالتے رہتے ہیں۔ کئی ایک واٹس ایپ گروپ کے ممبر ہوتے ہیں۔انٹرنیٹ پر براؤزنگ اگر کسی ہدف اور مقصد کے تحت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں،لیکن اگر بلاوجہ ہو تو بعض اوقات ایک اخبار کے کالم سے شروع ہوتی ہے اور کسی فحش ویب سائٹ پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ پھر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسلامی اصطلاحات کے نام پر شرکیہ ویب سائٹس بھی قائم کی جارہی ہیں۔قادیانیوں نے اپنی دعوت کے لیے ویب سائٹس بنائی ہوئی ہیں اور ہم خواہی نخواہی ان کو دیکھتے ہیں اور بعض اوقات متاثر بھی ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر آپ نے ''اصول فقہ'' کے نام سے گوگل میں سرچ کیا اور اس نام سے بنی ہوئی کسی ویب سائٹ پر کلک کیا تو وہ شر پر مبنی ویب سائٹ نکلی۔

لہٰذا کسی نیک ہدف کے تحت براؤزنگ کرتے ہوئے بھی اگر کوئی غلط ویب سائٹ کھل جائے تو اسے فوراً بند کردیں۔اگرچہ یہ کام اتنا آسان نہیں،لیکن اگر درج ذیل آیات ذہن نشین ہوں تو شاید بہت حد تک آسان ہوجائے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ﴾ (الانعام:151) ''اور تم بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی مت جاؤ چاہے وہ کھلے ہوں یا پوشیدہ۔''

یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ بے حیائی کے کام نہ کرو بلکہ فرمایا گیا ہے کہ بے حیائی کے قریب بھی مت پھٹکو۔

یعنی جو اس کے قریب گیا تو اس کا معاملہ ایسا ہے جیسے وہ اس میں مبتلا ہوگیا۔

ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ (الاعراف:33) ''کہہ دیجیے کہ میرے رب نے تو حرام قرار دیا ہے، بے حیائی کی باتوں کو خواہ وہ اعلانیہ ہوں اور خواہ چھپی ہوئی ہوں۔''

انٹرنیٹ کا نشہ یا احتیاج

کسی چیز کے کثرت استعمال سے انسان اُس کا عادی ہو جاتا ہے۔ یہی معاملہ انٹرنیٹ کا بھی ہے۔ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم خود کو انٹرنیٹ کم سے کم استعمال کرنے والا بنائیں۔بعض لوگ انٹرنیٹ پر کام کرنے کے اس قدر عادی ہوجاتے ہیں کہ اس کے بغیر ان کے لیے کام کرنا ممکن نہیں ہوتا۔اگر کبھی عارضی طور پر انٹرنیٹ بند ہو جائے تو وہ بے چینی، اضطراب اور جھنجھلاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔انٹرنیٹ ایک استعمال کی شے ہے،اسے اسی حیثیت میں رکھنا چاہیے، نہ کہ ہم اسے ضروریات زندگی کا درجہ دے دیں۔

بعض اوقات ہم ''تفریح'' اور ''انٹرٹینمنٹ'' کے نام سے بھی انٹرنیٹ کا استعمال کرتے ہیں۔مثلاً انٹرنیٹ پر کوئی ویڈیو گیم کھیلنے بیٹھ گئے۔ یہ بھی وقت کا ضیاع ہے جو شرعاً جائز نہیں۔ انٹرنیٹ پر بے شمار ایسی گیمز موجود ہیں جن میں دوسروں کو ہلاک کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے یا ان میں عریانی وفحاشی بھی ایک لازمی عنصر کے طور پر موجود ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ٹام اینڈ جیری کے کارٹونز اور دوسری کارٹون سیریز میں بھی بعض اوقات فحش قسم کے مناظر ہوتے ہیں۔

احتیاط اور تحمل

سوشل میڈیا پر اس وقت بہت سے مذہبی حلقوں نے بھی اپنے اکاؤنٹس بنا رکھے ہیں۔ روزانہ کئی ای میلز اور میسجز ہزاروں افراد کو فارورڈ کیے جاتے ہیں۔کسی بھی میسج یا ای میل کو فارورڈ کرنے سے پہلے اس کے بارے میں ہمیں اطمینان کرلینا چاہیے کہ یہ بات یا حدیث درست ہے،ورنہ کسی جھوٹی بات کو فارورڈ کرنے کی وجہ سے ہم بھی جھوٹ میں برابر کے شریک ہوجائیں گے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) (صحیح مسلم) ''کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کردے۔''

یوٹیوب اس جھوٹ کی بہت بڑی مثال ہے جس میں ہر فرقہ دوسرے فرقے کے خلاف زہر افشانی پر مبنی ویڈیوز upload کرتا ہے اور لوگ انہیں بلا تحقیق فارورڈ کرتے جاتے ہیں۔کئی مرتبہ کسی کی تقریر کو سیاق وسباق سے کاٹ کر کلپس بنا کر آگے پھیلا دیئے جاتے ہیں۔ AI کے ذریعے کلپس / ویڈیوز بنا کر شیئر کی جاتی ہیں جن پر اصل کا گمان ہوتا ہے۔قرآن مجید ہمیں کسی بھی خبر کو آگے نقل کرنے سے پہلے تحقیق کا حکم دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝﴾ (الحجرات:6)

''اے اہل ایمان! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شخص کوئی بڑی خبر لے کر آئے تو تم تحقیق کرلیا کرو مبادا کہ تم جا پڑو کسی قوم پر نادانی میں اور پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔''

لہٰذا کسی بھی بات کو آگے فارورڈ کرنے سے پہلے اس کی صحت کی تصدیق ضروری ہے۔انٹرنیٹ کے استعمال کے ضمن میں آخری ہدایت جو ہم سب کو پیش نظر رکھنی چاہیے وہ ہمارا دینی فریضہ ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' ہے۔ اگر ہم سب دینی فکر رکھنے والے لوگ اور ہمارے تمام مذہبی طبقات ان تمام سازشی یہود ونصاریٰ،مشرکین، دہریوں اور سیکولر لوگوں کے خلاف متحد ہو کر تحریک چلائیں تو انٹرنیٹ کی سطح پر بہت کچھ مثبت کام بھی کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں اپنی حکومت کو اس بات پر مجبور کرنا چاہیے کہ وہ تمام مخربِ اخلاق Apps اور ویب سائٹس پر پابندی لگائے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر مخربِ اخلاق ویب سائٹس پر پابندی لگانے کی کوئی تحریک نہ چلائی گئی تو وہ وقت دور نہیں جب ہمارے معاشرے میں بھی بے حیائی اور فحاشی اس قدر عام ہوجائے گی جس قدر آج مغربی معاشروں میں دیکھنے میں آرہی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین!❁❁❁

دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ تنظیم اسلامی مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت کے معاون محترم عبدالروف کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0334-5254933

☆ قرآن اکیڈمی لاہور شعبہ مطبوعات، ماہنامہ میثاق کے معاون مدیر محترم حافظ محمد زاہد کے والد وفات پا گئے۔

☆ قرآن اکیڈمی لاہور کے باورچی محترم یوسف عزیز گوندل کے والد وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

قرآن پاک میں تو زنا کی طرف لے جانے والے ذرائع کو بھی حرام قرار دے کر اُن کا راستہ روکا گیا ہے چہ جائکہ غیر محرم کے ساتھ رہنے کا معاملہ ہو: رضاء الحق

ہمارے دیسی لبرلز اور سیکولرز کی اُٹھان احساس برتری پر نہیں بلکہ احساس کمتری پر ہے لہٰذا وہ مغرب کی تعفن زدہ تہذیب کے داعی ہیں: قیصر احمد راجہ

’’نور مقدم کیس میں سیکولر بیانیہ کی شکست‘‘

پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: نور مقدم کیس میں جسٹس علی باقر نجفی صاحب نے جو اضافی نوٹ لکھا ہے اس پر پاکستان کا لبرل، سیکولر اور فیمینسٹ طبقہ اتنا برہم کیوں ہے؟

قیصر احمد راجہ: اس معاملے کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہ کہ نور مقدم کا قتل نکاح کے بغیر اکٹھے رہنے کی وجہ سے ہوا ہے، اگر کیس کا بنیادی عنصر یہی ہوتا تو پھر اس کو اضافی نوٹ میں نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ فیصلے کے متن میں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن چونکہ کیس کا بنیادی عنصر قتل تھا لہٰذا جو اضافی نوٹ لکھا گیا وہ بظاہر خلاف واقعہ معلوم ہوتا ہے لیکن جس طبقے کا آپ نے نام لیا وہ اعتراض اس وجہ سے نہیں کر رہا بلکہ وہ کہتا کہ جج کا کام فیصلہ دینا ہے اخلاقی درس دینا ہرگز نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی طبقہ نکاح کے بغیر مرد اور عورت کے ایک ساتھ رہنے کو جائز تسلیم کر لے، معاشرے میں زنا عام ہو جائے، گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ کا تصور عام ہو جائے تو پھر جو بھی اس ناجائز تعلق کے خلاف بات کرے گا تو اُس پر تنقید ہوگی۔ بدقسمتی سے ہمارے دیسی لبرلز اور سیکولرز کی اُٹھان احساس برتری پر نہیں بلکہ احساس کمتری پر ہے کیونکہ انہوں نے اپنے مذہب اور اپنی اقدار کو چھوڑ کر مغرب کی پیروی شروع کر لی ہے۔ لہٰذا ان کی مجبوری بن گئی ہے کہ جو بھی اس مغربی کلچر کے خلاف بات کرے گا، وہ اس پر تنقید کریں گے۔ اسی لیے وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جج کا کام اخلاقی درس دینا نہیں ہے۔ یعنی وہ چاہتے ہیں کہ کوئی ان کی شیطانی تہذیب کے خلاف بات نہ کرے۔

سوال: یہی سیکولر اور لبرل طبقہ اگر کسی ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے تو صرف دوائی نہیں لیتا بلکہ ڈاکٹر سے بیماری کی اصل وجہ بھی پوچھتا ہے کہ یہ مرض کیوں اور کیسے ہوا وغیرہ لیکن جج اگر کسی برائی کی تشخیص کر دے جس کی وجہ سے قتل جیسے جرائم ہوتے ہیں تو وہ اس طبقہ کو قبول کیوں نہیں ہے؟

قیصر احمد راجہ: جج کا کام ہے کہ فوجداری مقدمات میں جرم کی وجوہات پر بھی بات کرے۔ جو کریمینل لاء ہے اس کو لیگل لینگویج میں مورل رول کہا جاتا ہے کیونکہ دنیا میں اخلاقیات کی عدالتیں نہیں ہوتیں، قانون کی عدالتیں ہوتی ہیں۔ قانون تب عمل میں آتا ہے جب اخلاقیات کو شکست دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثلاً قتل نہ کرو، زنا نہ کرو یا چوری نہ کرو وغیرہ، یہ ساری قانونی باتیں نہیں ہیں، اصل میں یہ اخلاقی باتیں ہیں۔ جب ان اخلاقیات کے خلاف کوئی عمل کرے گا تو تب قانون حرکت میں آئے گا۔ لہٰذا جج اگر اخلاقی بات کہتا ہے تو وہ اپنے کام کے ساتھ ہم آہنگی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ معاشرے ہمیشہ آراء کی بنیاد پر تعمیر ہوتے ہیں۔ رائے دینے والا جتنا بڑا انسان ہوگا اُتنا ہی اس کی رائے معاشرے پر اثر انداز ہوگی۔ اسی وجہ سے عدالتوں کے جو فیصلے ہوتے ہیں ان کے بھی دو حصے ہوتے ہیں: ایک میں فیصلہ ہوتا ہے اور دوسرے میں ججز کی ضمنی آراء ہوتی ہیں۔ لہٰذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ججز تبصرہ نہیں کر سکتے ان کی مت ماری ہوئی ہے۔ جج کا تبصرہ اگرچہ فیصلے کا حصہ نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ پاکستان میں بھی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاتا بلکہ اس پر آرٹیکلز لکھے جاتے ہیں، کتابوں میں حوالے دیے جاتے ہیں۔ ان تبصروں سے ذہن سازی ہوتی ہے اور معاشرے پر اثر پڑتا ہے۔ ان سیکولرز سے کوئی پوچھے کہ جب جسٹس منصور علی شاہ نے پیمرا بمقابلہ ARY کیس میں زنا اور ہم جنس پرستی کا نام لیے بغیر کہا تھا کہ یہ چیزیں معاشرے میں ہوتی ہیں لہٰذا ان کو روکنا ممکن نہیں تو اس وقت آپ کہاں تھے؟ اُس وقت اس طبقہ نے کیوں نہ کہا کہ جج کا کام صرف فیصلہ دینا ہے، تبصرہ کرنا نہیں ہے۔ اس وقت یہ طبقہ خاموش رہا کیونکہ وہ تبصرہ ان کے مغربی ایجنڈے کی حوصلہ افزائی کرنے والا تھا۔ یہ صرف وہاں شور مچائیں گے جہاں مغربی کلچر کے خلاف بات ہوگی۔

سوال: کیا ججز کو فریقین کا کنڈکٹ زیر بحث لانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر جج فیصلہ سنانے کے ساتھ ساتھ کوئی نصیحت کر دے تو اس میں کونسی قباحت ہے؟

رضاء الحق: جب ہم یہ مانتے ہیں کہ پاکستان کو اسلام کی بنیاد پر حاصل کیا گیا ہے تو یہاں اخلاقی اصولوں کی بنیاد بھی اسلام ہی ہونا چاہیے نہ کہ وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے ہوئے کلچر یا کسی طبقے کی آراء کی بنیاد پر جیسا کہ مغرب میں وقت اور شخصی آراء کے ساتھ اخلاقیات بدل جاتی ہیں۔ اسی طرح اگرچہ تعزیرات پاکستان کا بڑا حصہ انگریز کا دیا ہوا ہے اور اس میں بھی ترامیم ہوئی ہیں لیکن اس کے باوجود بھی ججز کے پاس یہ اختیار موجود ہے کہ کسی کیس کے وہ حقائق جن کی بنیاد پر فیصلہ دیا جاتا ہے، کے بارے میں تبصرہ کریں۔ نور مقدم کیس کا فیصلہ پہلے ہو گیا تھا، اب نظر ثانی کی اپیل پر سماعت ہو رہی تھی اور اس مقام پر جج یا تو سابق فیصلہ کو کالعدم قرار دیتا ہے یا پھر کیس کے حقائق دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس دوسری نوع کی بحث میں اکثر معروضی حقائق کے مطابق بات کی جاتی ہے اور ہمارے پاس اس کا معیار قرآن اور سنت ہے۔ قرآن میں تو بہت واضح طور پر زنا کی طرف لے جانے والے ذرائع کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى﴾ (بنی اسرائیل: 32)

’’اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ‘‘

یعنی زنا تو بہت بعد کی بات ہے، اس کی طرف لے جانے والے اسباب وذرائع سے بھی دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ یقیناً جب عدالت فریقین کے درمیان کوئی فیصلہ کرتی ہے تو ایک فریق کو غلط پاتی ہے اور دوسرے کو درست پاتی ہے۔ ظاہر ہے جس فریق نے غلط کیا ہے تو اس غلطی کے اسباب پر بھی بات ہوگی۔ جیسا کہ نور مقدم کیس کے پوائنٹ نمبر 10 میں جج نے اس جرم کے معاشرتی نظام پر گفتگو کی ہے اور ایک اخلاقی درس دیا ہے۔ نور مقدم اور اس کے قاتل کے درمیان تعلق نکاح کے بغیر رہا جو کہ قرآن وسنت کے بھی خلاف ہے اور ہماری اقدار کے بھی خلاف ہے۔ جب کوئی اقدار اور اخلاقیات کے خلاف عمل کرے گا تو اس کے منفی نتائج بھی آئیں گے۔ اب سیکولر طبقہ اسی بات پر سیخ پا ہے کہ شریعت کی بات کیوں کی گئی۔ حالانکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو بھی بیان کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی۔ لہٰذا ہم تو یہی کہتے ہیں کہ اس ملک میں اللہ کا قانون ہی بالادست ہونا چاہیے۔ جب اللہ کے قانون کے خلاف کوئی کام کیا جائے گا تو گویا وہ ہمارے قانون کے بھی خلاف ہے لہٰذا ججز کا اسلامی شریعت کی بات کرنا خلاف قانون ہرگز نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ سیکولر طبقہ صرف اسی وقت شور کیوں مچاتا ہے جب شریعت کی بات کی جاتی ہے، جب شریعت اور اسلامی معاشرے کے خلاف بات ہوتی ہے تو تب کیوں نہیں بولتے۔

سوال: نکاح کے بغیر غیر محرم مرد اور عورت کا اکٹھے رہنا، جیسا کہ نور مقدم کیس میں بھی حوالہ دیا گیا، کیا یہ معاشرتی تقاضوں، ریاستی قانون اور شرعی قوانین کی خلاف ورزی نہیں ہے؟

قیصر احمد راجہ: بالکل یہ شرعی اور قانونی لحاظ سے جرم ہے۔ یہاں تک کہ عوام نے بھی سیکولر طبقہ کی سوشل میڈیا پر خوب کلاس لی ہے جبکہ جج صاحب کے اضافی نوٹ کی تائید کی ہے جس کی وجہ سے سیکولر طبقہ کا منصوبہ اور بیانیہ خاک میں مل گیا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہمارے معاشرے میں اس طرح کی حرام کاری کی گنجائش نہیں ہے اور قانون بھی ہماری اخلاقی اقدار کا تحفظ چاہتا ہے۔ سیکولر طبقہ کے خودساختہ اصولوں کی اس معاشرے میں کوئی اہمیت نہیں۔

سوال: اگر جج صاحب کا اضافی نوٹ قانونی اعتبار سے درست تھا تو پھر جو لوگ اس کو متنازعہ بنا کر انتشار پھیلا رہے ہیں اُن کے خلاف توہین عدالت کا کیس نہیں بنتا؟

قیصر احمد راجہ: جب عدالت فیصلہ سنا دے تو پھر وہ فیصلہ پبلک پراپرٹی بن جاتا ہے جس پر ہر کوئی بات کر سکتا ہے۔ البتہ ہماری معاشرتی اقدار، ہماری شریعت اور ہمارے قانونی حقوق کی جو لوگ توہین کر رہے ہیں ان کے خلاف کیس ہو سکتا ہے۔ نور مقدم کیس میں عوام کی اکثریت یہی کہہ رہی ہے کہ جج صاحب نے ٹھیک کہا ہے۔ لہٰذا سیکولر طبقہ سوشل میڈیا اور عوامی سطح پر بھی اپنا کیس ہار گیا

> **نور مقدم کیس میں عوام نے بھی سیکولر طبقہ کی سوشل میڈیا پر خوب کلاس لی ہے جس سے ایک بار پھر یہ ثابت ہو گیا کہ ہمارے معاشرے میں ''لیونگ ٹوگیدر'' جیسی حرام کاری کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔**

ہے۔ صرف سرکاری میڈیا کی حد تک ان کی بیان بازی جاری ہے۔ قانونی لحاظ سے بھی ان کا بیانیہ غلط ہے کیونکہ دنیا کے ہر ملک میں ججز تبصرہ کرتے ہیں اور ان کو قبول بھی کیا جاتا ہے۔ ججز کے ریمارکس سے عوامی رائے عامہ بھی ہموار ہوتی ہے اور بعض اوقات اکثریتی رائے کو قانون میں بھی ڈھال لیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں سب سے بالاتر ہمارا ایمان اور ہمارا دین اسلام ہے۔ اس کے خلاف ہم نہیں جاسکتے اور نہ ہی اس کے خلاف کسی عمل کو برداشت کیا جاسکتا ہے۔ جج صاحب نے بھی اپنے اضافی نوٹ میں اس تقاضے کو اجاگر کیا ہے جو ہمارے شرعی قانون میں لکھا ہوا ہے۔

سوال: پاکستان میں پایا جانے والا لبرل اور سیکولر طبقہ پاکستان کی کل آبادی کا کتنے فیصد ہے اور ان کی بات کو اتنی اہمیت کیوں دی جاتی ہے؟

رضاء الحق: درست پرسنٹیج تو شاید نکالنا مشکل ہو لیکن اہم بات یہ ہے کہ یہ طبقہ بہت تھوڑی تعداد میں ہے۔ شاید 2 فیصد سے بھی کم ہو، گاؤں میں تو ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے البتہ بڑے شہروں میں چونکہ ریاستی میڈیا ان کی آواز بن جاتا ہے اس لیے یہ اپنا وجود ثابت کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ دراصل مین سٹریم میڈیا بھی مغربی ایجنڈے کو ہی پروموٹ کرتا ہے۔ 1979ء میں جب CEDAW کا قانون آیا تو اُس کے بعد مغربی ایجنڈے کے تحت پے درپے کانفرنس ہوئیں۔ پہلے نیروبی میں کانفرنس ہوئی، اس کے بعد قاہرہ کانفرنس ہوئی، پھر بیجنگ اور بیجنگ + کانفرنسز ہوئیں۔ ان تمام کانفرنسز کا مقصد عورت کو مکمل اور مادر پدر آزادی دلوانا تھا۔ حالانکہ اسلام نے جو آزادی عورت کو دی تھی وہ قدرت کے فطری نظام کے عین مطابق ہے۔ اس میں عورت کی عزت، حیا اور وقار کا تحفظ کیا جاتا ہے لیکن مغرب نے عورت کو جو آزادی دی اس نے عورت کا بازاری چیز بنا دیا۔ پھر مغربی ایجنڈے نے اس سے بھی آگے بڑھتے ہوئے یوگیا کاٹا پرنسپلز کے تحت LGBT اور پھر LGBTQ+ جیسے بے حیائی پر مبنی اصناف کو متعارف کروایا جس کے ذریعے ہم جنس پرستی کے شیطانی ایجنڈے کو فروغ دیا گیا۔ حالانکہ یہ سب غیر فطری چیزیں ہیں جنہوں نے مغربی معاشرے کو تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کیا ہے اور اب اسی ایجنڈے کے تحت ہماری معاشرت کو بھی تباہ کیا جا رہا ہے، ہمارا سیکولر طبقہ چونکہ اس مغربی ایجنڈے کو آگے بڑھا رہا ہے اس لیے مین سٹریم میڈیا پر اس کو موقع دیا جاتا ہے۔ چونکہ ہماری اشرافیہ بھی مغرب نواز ہے اس لیے وہاں سے بھی اس ایجنڈے کو مدد مل جاتی ہے جیسا کہ پرویز مشرف نے بیک جنبش قلم قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کے لیے 30 فیصد نشستیں مقرر کر دیں۔ حالانکہ کسی بھی ملک میں ایسا نہیں ہوتا۔ اسی طرح 2018ء میں گھریلو تشدد کے نام پر جو قوانین بنانے کی کوشش کی گئی وہ بھی مغربی ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے تھی۔ حالانکہ جسمانی، معاشی، نفسیاتی اور جذباتی تشدد کوئی تشریح بھی نہیں کی گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ بیوی بھی اگر ان میں سے کوئی جھوٹا الزام شوہر پر لگائے گی تو شوہر کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ دراصل مغربی ایجنڈے کو آگے بڑھانے والے طبقہ کے بیانیہ کو زیادہ اسی لیے پھیلایا جاتا ہے تاکہ ہمارے معاشروں میں وہ اپنی مرضی کی رائے عامہ ہموار کر سکیں۔ سعودی عرب میں بھی محمد بن سلیمان اسی ایجنڈے کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں اور ہمارے ہاں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو یہ کام کر رہے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آج سے 1400 سال پہلے بتا دیا ہے کہ شیطان بے حیائی اور برائی کی طرف ہی بلاتا ہے۔ آج سوشل میڈیا اور مختلف ذرائع سے اسی شیطانی تہذیب کو پھیلایا جا رہا ہے اور اس کی روک تھام کے لیے ہمارے ہاں کوئی قانون سازی نہیں کی گئی۔ حالانکہ مغرب میں بھی اس شیطانی ایجنڈے کے خلاف آوازیں اُٹھنا شروع ہو گئی ہیں۔ مغرب کے کئی بڑے رہنما اب عوام کو یہ تلقین کرتے نظر آتے ہیں کہ شادیاں کرو، گھر بساؤ ورنہ ہم تباہ ہو جائیں گے۔ ظاہر اگر

نکاح نہیں ہوں گے ، گھر نہیں بسیں گے تو پھر جو نتائج سامنے آئیں گے وہ تباہ کن ہوں گے۔

سوال: نور مقدم کیس میں ایک رائے یہ دی جا رہی ہے کہ مقتولہ کے کردار پر سوال اُٹھانا انصاف کے قتل کے برابر ہے۔کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

قیصر احمد راجہ: اگر ایک خاتون ایسا کام کرتی ہے جس کی اس معاشرے میں گنجائش نہیں۔یعنی بغیر نکاح کے ایک مرد کے ساتھ رہ رہی ہے اور وہ قتل ہو جاتی ہے۔ کیا جج کا یہ کام ہے کہ وہ صرف اس قتل کی بات کرے؟ یا اس کا یہ کام ہے کہ پورے کیس کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ بات بھی بتائے کہ وہ بھی ایک جرم کر رہی تھی۔اب یہ تو نہیں ہوسکتا کہ اگر وہ قتل ہوگئی ہے تو اس کا جرم زیر بحث نہیں لایا جائے گا۔اگر آپ گھر کو تالا نہ لگا کر جائیں اور چور چوری کر کے چلا جائے اور کوئی آدمی یہ کہے کہ اگر آپ نے تالا لگایا ہوتا تو شاید یہ نقصان نہ ہوتا تو اس آدمی کی یہ بات بالکل جائز ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوگا کہ جس کا نقصان ہوا ہے اُس پر الزام لگایا جا رہا ہے اور چور کی تائید کی جارہی ہے۔اسی طرح نور مقدم کا قاتل اپنی جگہ ایک جرم ہے لیکن نور مقدم بغیر نکاح کے قاتل کے ساتھ جو زندگی گزار رہی تھی وہ بھی غلط تھا۔ جب اس طرح کا تجزیہ عدلیہ کی سطح پر کیا جاتا ہے تو باقی نوجوان نسل کو بھی ایک سبق ملتا ہے۔نور مقدم کیس میں جج صاحب نے اضافی نوٹ لکھ کر بہت اچھا کیا ہے۔ اب سوشل میڈیا پر بحث ہو رہی ہے، آرٹیکلز لکھے جائیں گے۔ ہزاروں بچیوں تک یہ حقائق پہنچیں گے اور ان کو سبق ملے گا کہ غیر اخلاقی اور غیر فطری زندگی گزارنے کا کتنا نقصان ہے۔ جبکہ سیکولر طبقہ نوجوان نسل کو یہ بتانے کی کوشش کر رہا ہے کہ بھلے تم قتل ہو جاؤ لیکن غیر فطری راستہ ٹھیک ہے۔ اس طبقہ کے اسی شرپسندانہ بیانیہ کی وجہ سے آج ہماری یونیورسٹیوں میں بچیوں کی زندگیاں برباد ہو رہی ہیں، ریپ اور زنا کی شرح بڑھ گئی ہے۔نوجوان نسل نفسیاتی مسائل کا شکار ہو رہی ہے۔

1934ء میں 80 معاشروں پر ایک سٹڈی کی گئی کہ معاشرے اور تہذیبیں تباہ کیسے ہوتی ہیں؟ نتائج میں ایک بڑی وجہ یہ بھی سامنے آئی کہ جہاں حرام کاری عام ہوجائے وہ سوسائٹی برباد ہوجاتی ہے، جن معاشروں میں شادی اور خاندان کے ادارے مضبوط ہوں وہ مشکل سے مشکل حالات سے بھی گزر جاتے ہیں لیکن برباد نہیں ہوتے۔ اگر ہم نے اپنے معاشرے کو 5 سو سال، ہزار سال یا 2 ہزار سال تک زندہ رکھنا ہے تو حرام کاری کا راستہ روکنا ہوگا اور گھر، شادی اور خاندان کے اداروں کو مضبوط کرنا ہوگا۔

سوال: اگر کسی حقیقی اسلامی ریاست میں ”لیونگ ٹو گیدر“ جیسے بے ہودہ طرز زندگی کے حامی لوگ ہوں تو ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جائے گا؟

رضاء الحق: اگر کوئی جرم ہوتا ہے تو اس کے کچھ اسباب اور عوامل بھی ہوتے ہیں۔ اسلام دین فطرت ہے، وہ جرم کی سزا مقرر کرتا ہے لیکن جرم کے اسباب اور عوامل کا بھی راستہ روکتا ہے۔ جیسا کہ غیر محرم مرد اور عورت کو ایک ساتھ رہنے اور کام کرنے سے منع کرتا ہے۔غیر محرم عورت کو پردے اور حجاب کا حکم دیتا ہے، مردوں کو بھی نگاہیں نیچی

1934ء میں 80 معاشروں پر ایک سٹڈی میں یہ بات سامنے آئی کہ جن معاشروں میں شادی اور خاندان کے ادارے مضبوط ہوں وہ مشکل سے مشکل حالات سے بھی گزر جاتے ہیں لیکن برباد نہیں ہوتے۔

رکھنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی سے روکتا ہے۔ جہاں ان اصولوں کی خلاف ورزی ہوگی تو وہاں لازماً جرائم بڑھیں گے ۔ کسی بھی حقیقی اسلامی معاشرے میں ان چیزوں کو بالکل بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔

ہمیں بھی چاہیے کہ حالیہ بحث کو مزید پھیلائیں اور عوام تک اسلام کے فطری پیغام کو پہنچائیں ۔ ہمارے معاشرے میں اس غیر فطری تعلق کے خلاف سوچ اور ردعمل موجود ہے، ہمارا آئین اور قانون بھی ہماری اقدار کو تحفظ دیتا ہے۔ لہٰذا ہمیں کھل کر سیکولرز، لبرلز اور فیمنزم کے حامی لوگوں سے مکالمہ کرنا چاہیے اور ان سے پوچھنا چاہیے کہ سیکولرازم کا بیسک پریمس ہے؟ اس کی مختلف شکلیں کیا؟ فیمنزم کیا ہے؟ کہاں سے آغاز ہوا، کیوں ہوا؟ لبرل ازم کیا تھا؟ جان لاک، تھامس ہبز کون تھے؟ وہ لوگ اس کا جواب نہیں دے سکیں گے ۔ وہ بھی بس بغیر سوچے سمجھے اور تحقیق کیے مغربی ایجنڈے کو فالو کر رہے ہیں۔ ان کے دل میں ایک خواہش ہے مغرب کی طرح یہاں بھی مادر پدر آزادی ہو۔ اسلام ان شیطانی حربوں پر قدغن لگاتا ہے۔ یہ لوگ قدغن پسند نہیں کرتے۔ اس لیے وہ اسلام کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔

سوال: مغربی معاشرت کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے پاکستانی معاشرہ کو اسلامائز کرنے کے لیے ہمیں کیا اقدامات کرنے ہوں گے؟

قیصر احمد راجہ: آج ہم مغرب کے پیچھے بھاگ رہیں لیکن مغرب خود کہاں جا رہا ہے ، یہ بھی ہمیں دیکھنا چاہیے۔ بھارت ہندوازم کی طرف جا رہا ہے، کنزرویٹو عیسائیت کی طرف جا رہے ہیں ، ہمیں مسلمان ہوتے ہوئے اسلام کی طرف کیوں نہیں جانا چاہیے ۔ ہمارے ہاں ایک ذہن سازی کی گئی کہ اسلام کی مخالفت کرو گے تو مغرب سر پر ہاتھ رکھے گا جبکہ آج امریکہ سمیت ہر ملک میں سب سے پہلے اپنے قومی مفاد کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی اب صرف اپنی طرف دیکھنا ہوگا۔ ہمارے لیے جو سمجھنے کی چیز ہے، وہ اسلامی سیاست ، عدالت اور معیشت ہے۔ اللہ کو صرف نماز، روزہ، چاہیے ہوتا تو اس کے لیے فرشتے کافی تھے،مسلمان اُمت کو اس لیے کھڑا کیا گیا تا کہ اسلام کا نظام عدل اجتماعی دنیا میں قائم کرے ۔ اس کے لیے اب ذہن سازی ہونی چاہیے۔

رضاء الحق: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 1975ء میں جب تنظیم اسلامی کی بنیاد رکھی تو اس کا مقصد یہی تھا کہ دین کا جو جامع تصور ہے وہ لوگوں کے سامنے آجائے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمان کے ذمہ صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ جیسی انفرادی عبادات ہی نہیں ہیں بلکہ اجتماعی سطح پر اپنے گھر، خاندان، معاشرے اور پھر ریاست میں بھی اسلام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا بھی مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ ہماری سیاست، عدالت، معیشت اور معاشرت بھی اسلام کے مطابق ہونی چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ سب اپنی زندگی میں کر کے دکھایا ہے اور آپ ﷺ کی سب سے بڑی سنت اقامت دین کی جدوجہد ہے جو مسلسل 23 سال پر مشتمل ہے۔ آج ہمیں یہی بات پاکستان کے عوام کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ پاکستان کو کس مقصد کے لیے حاصل کیا گیا تھا اور ہمیں اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ اگر ہم اسلام کو اپنے معاشرے میں قائم کریں گے تو اللہ کی بندگی پر مشتمل نظام قائم ہوگا اور زنا، بے حیائی، مغربی تہذیب کے گندے انڈے، فحاشی، سود اور ہر قسم کی برائیوں کے لیے ہمارے معاشرے میں کوئی جگہ نہ ہوگی ان شاء اللہ۔ تنظیم اسلامی اپنے دروس قرآن کے ذریعے ، دورۂ ترجمہ قرآن کے ذریعے اور مختلف آگاہی منکرات مہمات کے ذریعے اسی دعوت کو عوام تک پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے ۔ جب عوام قرآن پاک کو سنیں گے تو انہیں اللہ کا بھیجا ہوا پیغام سمجھ میں آئے گا، سنت رسول ﷺ کے بارے میں معلوم ہوگا اور اس طرح لبرلز اور سیکولرز کا ایجنڈا ناکام ہوگا۔ ان شاء اللہ! ۞۞۞

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

نیا سوراخ نیا ڈنگ، کیا یہ ضروری ہے؟

خالد نجیب خان
khalednajeebkhan@gmail.com

کچھ دنوں سے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ذہن میں آرہی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک سوراخ سے دوسری مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ پھر خیال آیا کہ ہم میں سے مومن ہیں کتنے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہی بتایا ہے کہ اسلام لانے اور مومن ہونے میں فرق ہے۔ مسلمانوں کی کل آبادی اس وقت دو ارب کے قریب بتائی جاتی ہے جس میں مومن کتنے ہوں گے؟ باقی تو مسلمان ہی ہیں اور مسلمان بھی وہ جو خود سے مسلمان نہیں بلکہ مسلمان گھرانوں میں پیدا ہونے کی وجہ سے مسلمان ہیں۔ یہ چند کروڑ مومن بے شک دنیا بھر میں کچھ اس طرح سے بکھرے ہوئے ہیں کہ آٹے میں نمک کی طرح نظر نہیں آتے مگر اُن کی موجودگی اور افادیت معاشرے میں ضرور محسوس ہوتی ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ان مومنوں کو کم کرنے کے لیے دنیا بھر کی طاقتیں برسرِپیکار ہیں۔

ہماری ایک اور بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم گردن گھما کر ماضی کی طرف دیکھ کر جائزہ لینا ہی نہیں چاہتے کہ ہم نے ماضی میں کیا غلطیاں کی تھیں اور اس سے پہلے کس سوراخ سے ڈسے گئے تھے۔ قیامِ پاکستان کو پون صدی سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے، اسلامی جمہور کا یہ ٹھپہ لگائے بھی کم و بیش 70 برس ہو گئے ہیں مگر ہر چند سال کے بعد ہم وہی غلطی کرتے چلے آرہے ہیں کہ جو ہمارے بزرگوں کے بزرگوں نے بھی کی تھی۔ اس سے بھی بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ پھر بھی ہم یہی خیال کرتے ہیں کہ یہ غلطی ہم سے پہلی مرتبہ ہی ہوئی ہے، آئندہ ایسی غلطی نہیں کریں گے۔

بچپن میں مطالعہ پاکستان کی کتابوں میں ہم نے پڑھا تھا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی آزاد ہے، مگر جب کھلی آنکھوں سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ تو اس قدر آزاد بلکہ آزاد خیال ہے کہ اسے امریکہ کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا اور اگر کسی پابند خیال اور سر پھرے نے آزاد خیالی سے انحراف کیا تو پھر وہ ہمیشہ کے لیے غموں سے آزاد ہو گیا۔ اس سب کے باوجود ہر چند دہائیوں کے بعد ہم نے ایک نئے سوراخ سے کچھ اس طرح سے ڈنگ کھایا کہ ڈنگ مارنے والی طاقت تو نہ بدلی مگر شخصیات بدلتی گئیں۔ ہمارا کہنا ہے کہ ڈنگ کھانا ہی ہے تو پھر کم از کم ڈھنگ سے تو کھائیں، پرانے دقیانوسی اور گھسے پٹے انداز میں ڈنگ کھایا جارہا ہے جبکہ سمجھانے اور بتانے والے سمجھا اور بتا بھی رہے ہیں کہ ”اس طرف مت جاؤ، مت جاؤ، ڈسے جاؤ گے۔“ مگر ڈنگ کھانے والے عشق زہر میں سرشار ہو کر ہر رکاوٹ کو توڑ کر اور عوام کو اپنی طاقت دکھا کر ڈنگ کھانے کے لیے مطلوبہ مقام پر پہنچ ہی جاتے ہیں۔

اصل غم تو ہمیں اسرائیل کی وجہ سے ہے کہ اسرائیل تو کبھی بھی ہمارا دوست نہیں رہا بلکہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے تو اس کے قیام پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ مغرب کا ناجائز بچہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کا پاسپورٹ استعمال کرتے ہوئے ہم دنیا کے کسی بھی ملک میں تو جاسکتے ہیں مگر اسرائیل نہیں جاسکتے۔ بات صرف یہ نہیں ہے کہ پاکستان نے اسرائیل کو کبھی تسلیم نہیں کیا، بلکہ اسرائیل کو بھی پاکستان ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ وہ ہر لمحہ پاکستان کو نقصان پہنچانے بلکہ اس کو ختم کرنے کے درپے رہتا ہے۔ مطالعہ پاکستان کی کتابوں میں ہم نے پاکستان کا ازلی دشمن بھارت کو جانا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا ازلی دشمن اسرائیل ہے، جس کو اس وقت تسلیم کیے جانے کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ پاکستان عرب ممالک کی طرف دیکھ رہا ہے کہ وہ پہل کریں تو وہ اُن کی تقلید میں اسرائیل کو تسلیم کرلے اور عرب ممالک پاکستان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان پہل کرے۔ اس وقت ایک اعصابی جنگ جاری ہے جو کسی بھی کمزور لمحے میں فیصلہ کن ہو سکتی ہے۔ اسرائیل، امریکہ اور بھارت سب مل کر ایک ہی جذبے سے پاکستان پر نظریں ٹکائے ہوئے ہیں، جبکہ پاکستان اور عرب ممالک میں وہ جذبہ نظر نہیں آرہا، جس کی ضرورت ہے۔

گزشتہ دنوں غزہ میں امن قائم کرنے کے نام پر بین الاقوامی استحکام فورس کے لیے پاکستان کو آخر کیا سوجھی کہ سلامتی کونسل میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی جانب سے پیش کردہ قرارداد کے حق میں ووٹ دے دیا جبکہ چین اور روس نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر پاکستان بھی اس رائے شماری میں حصہ نہ لیتا تو پھر بھی یہ قرارداد منظور ہو ہی جانا تھی مگر ایسی صورت میں پاکستان کم از کم اس گناہ میں تو شریک نہ سمجھا جاتا جو دیگر 12 ممالک نے کیا ہے۔ اس قرارداد کے تحت ڈونلڈ ٹرمپ کی سربراہی میں 'بین الاقوامی استحکام فورس برائے غزہ' کا قیام عمل میں آگیا ہے جسے ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کو ارضِ مقدس پر مکمل اجارہ داری حاصل ہوگی۔ فلسطینی مسلمانوں کو درجہ دوم سے بھی کمتر شہری قرار دیا جائے گا اور نام نہاد 'امن' اور 'تعمیرِ نو' کے نام پر نہ صرف فلسطینی مجاہدین کو اسرائیلی فوج کی معاونت کے ساتھ غیر مسلح کیا جائے گا بلکہ مسجدِ اقصیٰ کی حرمت کو پامال کرنے اور گریٹر اسرائیل کے قیام جیسے مذموم صہیونی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ اس قرارداد کو منظور کرتے ہوئے بین الاقوامی فورس کا حصہ بننا قیامِ پاکستان کے وقت بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی اسرائیل کے حوالے سے اٹل اور ناقابلِ ترمیم پالیسی سے بھی انحراف ہے کہ پاکستان کسی صورت صہیونی ریاست اسرائیل، جو مغرب کا ناجائز بچہ ہے، کو کبھی تسلیم نہیں کرے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا امریکی قرارداد کے حق میں ووٹ دینا، دراصل اسرائیل کو تسلیم کرنا ہی ہے۔ اس قرارداد کے نتیجے میں مختلف ممالک کی افواج پر مشتمل بین الاقوامی استحکام فورس کا پاکستان کو حصہ ہرگز نہیں بننا چاہیے۔

یہ بات اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ کے نام نہاد امن معاہدے سے غزہ میں امن قائم نہیں ہو سکا کیونکہ اس معاہدے کا ایک فریق، ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل، مسلسل ہٹ دھرمی، وعدہ خلافی اور جنگی جرائم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ صہیونی فورسز کے مظالم کی وجہ سے آج بھی غزہ میں ہسپتالوں کے ملبے سے فلسطینی شہداء کی لاشیں برآمد ہو رہی ہیں۔

غزہ میں اسرائیلی نسل کشی کے دوران امریکہ کی اسلام دشمنی دنیا پر عیاں ہو چکی ہے۔ ایسے میں ٹاسک فورس

کا حصہ بننا ابراہم اکارڈز میں شمولیت اور اسرائیل کو تسلیم کرنے کے مترادف ہی ہے۔ اسرائیل کا وزیراعظم نتن یاہو گریٹر اسرائیل کے قیام کو اپنا ’تاریخی‘ اور ’روحانی‘ مشن قرار دے رہا ہے اور صہیونی ریاست عرب ممالک کو نشانہ بنانے کے لیے پر تول رہی ہے۔ ان حالات میں دشمن اور اُس کے معاونین کا ساتھ دینے جیسے مجرمانہ فعل کے ارتکاب کی بجائے مسلم ممالک آپس کے اتحاد و اتفاق سے نہ صرف فلسطینی مسلمانوں کی عملی طور پر دادرسی کریں بلکہ مسجد اقصیٰ کی حرمت کے تحفظ کا دینی فریضہ ادا کرنے کا بھی ذمہ لیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ وہی سوراخ ہے جس سے ہم اس وقت ڈنگ کھانے جا رہے ہیں جہاں سے ہم نے اس صدی کے آغاز میں ڈنگ کھایا تھا، یہ وہی سوراخ ہے جہاں سے ہم نے 1970ء کی دہائی میں ڈنگ کھایا تھا، یہ وہی سوراخ ہے جہاں سے ہم نے 1950ء کی دہائی میں ڈنگ کھایا تھا۔

20ویں صدی میں 1950ء کی دہائی سے لے کر 21ویں صدی کی تیسری دہائی میں پاکستان کی چند شخصیات نے ڈنگ نہیں کھائے بلکہ یہ ڈنگ پوری پاکستانی قوم نے کھائے ہیں۔ چند لوگوں کی غلطی کی سزا پوری قوم کو ملنا ہے تو پھر پوری قوم کو ہی نہ صرف سوچنا ہوگا بلکہ عمل بھی کرنا ہوگا۔

کیونکہ بقول شاعر

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

پاکستانیوں کو خصوصاً اپنی حالت بدلنے کی اس لیے بھی اشد ضرورت ہے کہ احادیث مبارکہ کی رو سے قیامت سے پہلے یہاں سے ہی حضرت مہدیؒ کی نصرت کے لیے لشکروں نے نکلنا ہے۔ اس کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ جب تک مسلم ممالک متحد ہو کر نیٹو طرز کا عسکری اتحاد نہیں بنائیں گے، اس وقت تک اسرائیل، امریکہ اور بھارت پر مشتمل ابلیسی اتحاد ثلاثہ دنیا بھر کے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیے رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کہ ہمارے ملک کے ذمہ داران اور ارباب بست و کشاد پرانی کی گئی دانستہ یا نادانستہ غلطیوں سے سبق لیں اور صحیح وقت پر صحیح فیصلہ کریں۔

❋❋❋

پریس ریلیز 5 دسمبر 2025ء

آئی ایم ایف کی حالیہ رپورٹ نے پاکستانی اشرافیہ کی کرپشن اور اقرباء پروری کا پردہ چاک کر دیا ہے۔
پاکستان کی انتہائی دگرگوں معاشی حالت کے باوجود اشرافیہ کے اللّے تللّے جاری ہیں۔
جب تک پاکستان سودی قرضوں کی جکڑ بندی اور کرپشن سے آزاد نہیں ہوتا، معیشت کی بہتری کا کوئی امکان نہیں۔

شجاع الدین شیخ

آئی ایم ایف کی حالیہ رپورٹ نے پاکستانی اشرافیہ کی کرپشن اور اقرباء پروری کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ پاکستان کی انتہائی دگرگوں معاشی حالت کے باوجود اشرافیہ کے اللّے تللّے جاری ہیں۔ جب تک پاکستان سودی قرضوں کی جکڑ بندی اور کرپشن سے آزاد نہیں ہوتا، معیشت کی بہتری کا کوئی امکان نہیں۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کی معیشت کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ ’اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی‘ تو ہرگز غلط نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ 78 برس کے دوران جاگیرداروں، سیاست دانوں، عدلیہ، بیوروکریسی اور دیگر مقتدر حلقوں نے عوام کا خون چوس کر ملک میں اور بیرونِ ملک بڑی بڑی جاگیریں کھڑی کر لی ہیں۔ ملکی معیشت کے تقریباً تمام اشاریے ہر آنے والی حکومت کے دور میں بُری طرح متاثر ہوتے رہے ہیں اور آج صورتِ حال یہ ہے کہ ملکی معیشت پاتال سے جا لگی ہے۔ احتساب اور مسابقتی نگرانی کرنے والے ادارے اپنا اصل کردار ادا کرنے کی بجائے اشرافیہ کی بی ٹیم بن چکے ہیں، جنہیں سیاسی انتقام اور عوام کی زندگیوں کو مزید دُوبھر بنانے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حکومت اور ریاستیں اداروں کے کسی اقدام میں بھی شفافیت نہیں تو غلط نہ ہوگا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ملکی معیشت کی ناگفتہ بہ حالت اور غربت و مہنگائی کے باعث عوام کے مسلسل پسے جانے کی تصویر اِس قدر واضح ہے کہ اُسے جاننے کے لیے کس رپورٹ کی ضرورت نہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ مملکتِ خداداد کا اصل معاشی مسئلہ سودی قرض ہے جو دسمبر 2025ء میں 80 کھرب روپے سے بھی تجاوز کر چکا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر حکومت، مقتدر حلقے، عدلیہ، علماء کرام، دینی جماعتیں اور عوام الناس مقدور بھر ملک سے سود کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے جدوجہد نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کے سخت غضب اور قہر نازل ہونے کا خدشہ ہے۔ لہٰذا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے جاری اس جنگ کو فی الفور بند کیا جائے۔ ملک میں اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کو قائم و نافذ کیا جائے تاکہ ہم اللہ کی رحمت کے امیدوار بن سکیں اور ہماری دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

شیشۂ عقائد کا پاش پاش

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

جولائی 2021ء میں نورمقدم کا ظاہر جعفر کے ہاتھوں بہیمانہ قتل، تفتیشی مراحل طے کرتا، نومبر 2025ء میں آن پہنچا (ابتدا ہی سے ہر سطح پر سزائے موت کا فیصلہ ظاہر جعفر کے لیے لکھا گیا۔) سپریم کورٹ نے سزائے موت برقرار رکھی۔ جسٹس علی باقر نجفی نے یہ بھی کہا کہ شواہد کی بنیاد پر رسی کا ایک سرا نورمقدم کے جسم اور دوسرا سرا ظاہر جعفر کی گردن سے بندھا ہے۔ بھرپور دلائل سزائے موت کے حق میں دیئے اور مجرم کا یہ عذر کہ 'وہ پاگل تھا' کو بھی بلاثبوت قرار دے کر رد کیا۔ قبل ازیں اسلام آباد ہائی کورٹ (مارچ 2023ء) اور سپریم کورٹ کے تین رکنی بنچ نے اس سال 20 مئی کو بھی سزائے موت برقرار رکھی۔ اس اندوہناک واقعے پر کسی سطح پر بھی ملزم کے لیے اول دن سے اسے کیفر کردار تک پہنچانے کے سوا کوئی دوسری بات نہ تھی۔ تاہم سپریم کورٹ کے تین رکنی بنچ کے سربراہ جسٹس ہاشم کاکڑ نے بحیثیت منصفِ اعلیٰ قوم کو یہ نصیحت کی تھی کہ: 'بلا نکاح مرد عورت کا اکٹھے رہنا مذہبی، اخلاقی اقدار کے خلاف ہے۔ یہ یورپ میں ہوتا ہے، یہاں نہیں'۔ اس پر مئی میں سوشل میڈیا پر آزاد خیال، سیکولر طبقے (بشمول وکلاء، صحافی) نے تنقید کی بوچھاڑ کر دی تھی۔

اب جسٹس نجفی نے ایک ذِمّہ دارانہ منصب کا حق سمجھ کر نوجوانوں، والدین معاشرتی مصلحین کو متوجہ کیا: یہ کیس اونچے طبقے میں ایک ''گناہ'' ربدی کا براہِ راست نتیجہ ہے۔ جسےLive-in Relationship(بلا نکاح اکٹھے رہنا) کہا جاتا ہے۔ ایسے تعلقات نہ صرف ملکی قانون شکنی کرتے ہیں بلکہ نجی قانون (شریعت کے مطابق 'پرسنل لاء') بھی توڑتے ہیں۔ اسے جسٹس نجفی نے براہِ راست اللہ سے بغاوت کا نام دیا۔ نوجوان نسل کو اس کے سنگین نتائج سے متنبہ کیا۔ (اضافی نوٹ۔ 26 نومبر) خصوصیت سے معاشرتی مصلحین کو اُن کی ذِمّہ داری یاد دلائی کہ اس اہم موضوع پر ضرور بات کریں۔ ایک مرتبہ پھر سوشل میڈیا پر وکلاء، صحافیوں، حقوقِ نسواں برادری کی طرف سے شدید اشتعال کا مظاہرہ ہوا۔ اگرچہ تینوں طبقات پر لازم ہے کہ انصاف پسندی سے حقائق کا بے لاگ جائزہ لے کر نوجوان نسل کی مدبرانہ رہنمائی کی جائے۔ ایک غیر مسلم نے البتہ لگے ہاتھوں اسلام یا اخلاقیات پر بھاشن دینے یا پرزے اُڑانے کی بجائے (روشن خیال) خواتین کو اتنی احتیاط برتنے کو کہا کہ جس مرد سے دوستی، پارٹنر شپ کر رہی ہیں، اُس میں پُرتشدد، غصیلے رجحانات دیکھ کر دور ہو جائیں! ہمارے ہاں باضابطہ بلا نکاح رہنا ابھی ممکن نہیں ہوا۔ تاہم بلا نکاح تعلقات پرائیوٹ ہوسٹلوں، خاندانوں سے دور بلا سرپرستی رہنے سے وبا بن کر پھیل رہے ہیں۔ منصفین حضرات نے بھی ایسے ہولناک حادثات سے بچنے کے لیے تدابیر کی طرف ہی متوجہ کیا تھا۔ یوں لال بھبھوکا ہو کر ٹوٹ پڑنے کی وجہ نہیں بنتی۔ آتش بازی کے دوران بداحتیاطی سے اگر دامن پر شعلہ آن لپکے۔ لباس شدید آتش گیر نوعیت کا ہو اور جوانی بھسم ہو جائے تو کوئی کچھ بھی نہ کہے؟ مغرب میں نکاح کا تصور ہی ختم ہو چکا ہے۔ وہاں آگ اور بارود کا یہی کھیل جس طرح عورت کو ویران، مرد کو غیر ذمہ دار، عیاش بنا چکا ہے۔ حقیقی حلال اولاد اور گھر، گرہستی، مبنی بر اخلاص رشتے کا تصور ختم ہو چکا ہے۔ عورت کے ایسے ہی بہیمانہ قتل کے اعداد و شمار دیکھ لیجیے، ہوش ٹھکانے لگ جائیں گے۔ 'می ٹو' کی تحریک وہاں کی عورت میں شدید احساسِ زیاں اور عیاش رئیس مردوں کی طرف سے (بالخصوص سیاست دان، شوبز اور سرمایہ دار) استحصال پر گواہ ہے۔ صدارت کے منصب پر بل کلنٹن اور ٹرمپ کی بدکرداری سے کون واقف نہیں۔ کیا گلوبل ویلیج میں ایسے وحشیانہ واقعات کا ایک مسلم معاشرے میں ظہور ہو تو چپ سادھ لی جائے؟

نورمقدم کے ساتھ جو قیامت ظاہر جعفر نے برپا کی، کیا والدین اور خود لڑکیوں کو متنبہ نہ کیا جائے؟ نورمقدم سولہ، اٹھارہ نہیں ستائیس برس کی بیرونِ ملک پروردہ، پڑھی لکھی آزاد خیال خود مختار خاتون تھی۔ ایس ایس پی کے مطابق 'یہ خاندانوں کا میل ملاپ اور پرانی دوستی تھی'۔ باہم رقص کی وڈیوز ایک آزاد خیال پارٹی میں نور اور ظاہر کی نیٹ پر موجود ہیں۔ وہ خود چل کر نیول اینکریج میں والدین کے گھر سے رات 10 بجے دور ظاہر کے گھر 18 جولائی کو گئی جبکہ ظاہر کے والدین کراچی میں، اور وہ اسلام آباد میں تنہا تھا۔ وہ کس قماش کا تھا؟ قبل ازاں فروری 2019ء میں اس کے گھر میں منشیات کی پارٹی اور کوکین، آئس کے نشے میں دھت وہ واقعہ منظرِ عام پر تذکرہ پا چکا تھا جس میں برساتی نالے میں گاڑی گر کر اسلام آباد کی چار لڑکیاں ہلاک ہوئی تھیں۔ گویا نور چل کر مقتل اپنے قدموں سے گئی۔ ایک انگریزی اخبار نے اسے یوں بیان کیا کہ: 'وہ وحشیانہ تشدد اور الگ کٹے سر کے ساتھ اپنے ایک دوست کے ہاتھوں قتل ہوئی (20 جولائی کو) جس پر وہ اعتماد کرتی تھی'۔

2021ء سے آج تک ان بے نکاحی دوستیوں میں لڑکیوں کی ہولناک داستانیں جس طرح گھروں کی عزت، زندگیاں درگور کر رہی ہیں، ان پر متوجہ کرنا، نصیحت کرنا یا اللہ کا خوف دلانا 'اسلامی جمہوریہ پاکستان' میں اب شجرِ ممنوعہ ہو چکا؟ لب سی لو؟ اُف نہ کہو؟ عشق عاشقی کی داستانیں اونچا طبقہ تو سہہ برداشت کر لیتا ہے، عوام الناس کے لیے یہ قیامتِ صغریٰ بنتی ہے! لڑکے نے جھانسہ دے کر دوستی کی۔ شادی کی اجازت دونوں کو نہ ملی۔ لڑکے نے ساتھ جئیں گے، ساتھ مریں گے، کا عہد نبھانے کے لیے نہر کا انتخاب کیا۔ کم تجربہ کار، جذباتی لڑکی ساتھ جا کر ڈوب کر مر گئی۔ لڑکا تیر کر بچ گیا۔ کیا آپ خاموش رہیں؟ پی جائیں؟ اور کئی لڑکیاں پھنس کر اس کے جال میں کسی اور نہر میں کود مریں؟ باری باری؟!!

یوں بھی یہ ظاہر جعفر طبقہ جو اتنے ہولناک حادثات کا شکار ہوتا ہے، اس کی وجوہات بھی جدا ہیں اور وہ اپر کلاس تک محدود ہے۔ شراب، منشیات بھی ظاہر کی زندگی کا حصہ تھیں۔ نورمقدم کا المیہ اتنا طویل چلنا بھی نہ چاہیے تھا کہ بار بار تکلیف دہ حقائق ابھر کر سامنے آتے۔ لیکن جب حقائق کھلیں گے تو وجوہات بھی لامحالہ کھلیں گی۔ اس میں عبرت ناک اسباق مضمر ہیں جو شاید ان راستوں پر بگٹٹ، بے لگام دوڑنے والیوں اور دوڑانے والوں کو بریک لگا دیں۔ اور یوں بھی لاکھ سیکولرازم کا دم بھریں، حقائق بہت

مشکل اور تلخ ہیں۔ ہم مسلمان ہیں، زندگی بعد موت ہمارا (عیسائی، یہودیوں کا بھی) ایمان ہے۔ کیا نور کی زندگی کی کہانی ختم ہوگئی؟ میری اور آپ کی بھی ختم ہو جائے گی موت کے ساتھ؟ ہرگز نہیں!

اک اور دریا کا سامنا تھا منیرؔ مجھ کو
میں ایک دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا

دنیا تو خواہ موم بتیاں جلا کر، آنسو بہا کر چل دے یا مٹی تلے دبا کر سمجھے، مٹی پاؤ ہوگیا، اس کہانی کا بھی۔ مگر نہیں! واللہ نہیں۔ کاش ایسا ہوتا تو سچے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خوف سے یوں نہ روتے کہ میں کھجور کا پتہ ہوتا اونٹ مجھے نگل جاتا۔ (میں نسیاً منسیاً ہو جاتا) اللہ کے حضور کھڑا نہ ہونا پڑتا حساب نہ دینا پڑتا۔ سو کہانی تو لامنتہا ہے۔ اس لیے نسلوں کو سمجھانا لازم ہے۔ قرآن نصابِ زندگی ہے۔ ٹیکسٹ بک ہے۔ پاکستان اسلامی جمہوریہ ہے۔ آئین اس حوالے سے بہت کچھ کہتا ہے۔ مگر مغرب کے ہاتھ بک کر ہم نے بڑی محنت سے سب کچھ بھولا اور بھلایا ہے۔

فیضِ فطرت نے تجھے دیدۂ شاہیں بخشا
جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہِ خفاش!

خفاش، چمگادڑ ہوتی ہے۔ انگریزی محاورہ ہے: چمگادڑ کی طرح اندھا، اندھی...... جدید تعلیم ہمارے اخلاق و کردار، عقیدہ و ایمان کے حق میں زہرناک ہوچکی۔ اس دور میں ہے شیشہ عقائد کا پاش پاش۔

کیا غضب ہے کہ غزہ میں تباہ حال عورتوں بچوں پر توانہی خواتین نے واویلا نہ کیا۔ چار سال بعد از سرِ نو کھلی زندگی، شترِ بے مہاری کا لائسنس دینے کو کہا جا رہا ہے۔ مغربی دنیا غزہ کے لیے روتی دو سال سے سارے معاشقے بھلا کر غزہ کے عشق میں مظاہروں میں جوتیاں چٹخا رہی ہے۔ ہمارے غم ہی کچھ اور ہیں! اقبال نے یہ بھی کہا تھا (فارسی اشعار کا ترجمہ): تعلیم جدید! تیرے جادو سے دریاؤں میں آگ لگ گئی ہے اور ہوا بھی آتشیں اور زہریلی ہوچکی ہے۔ اگر علمِ جدید خدا پرستی اختیار کرتا تو نور (حقیقی / آسمانی) بن جاتا (نور مقدم کی بجائے)۔ مگر افسوس یہ مقدس چیز شیطان کے ہتھے چڑھ گئی اور ملکوتی صفات کھو بیٹھی! (پیامِ مشرق)

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(27 نومبر تا 3 دسمبر 2025ء)

جمعرات 27 نومبر: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔ سہ پہر کو ایک حبیب سے ملاقات ہوئی۔

جمعۃ المبارک 28 نومبر: خطاب جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا۔

ہفتہ 29 نومبر: دن میں حلقہ حیدر آباد کے دعوتی دورہ کے حوالہ سے نائب ناظم اعلیٰ جنوبی زون 2 عارف جمال فیاضی صاحب کے ہمراہ روانگی ہوئی۔ حیدر آباد سے امیر حلقہ محترم ندیم احمد چنا بھی ہمراہ ہوئے۔ بعد نمازِ عصر ''میہڑ'' کے علاقہ میں ایک قدیم مسجد میں ''نبی کریم ﷺ سے تعلق کے عملی تقاضے'' کے عنوان پر گفتگو ہوئی۔ مقامی محترم امیر احمد صادق سومرو بھی ہمراہ تھے۔ بعد نمازِ مغرب شاہ پنجو کے علاقہ میں ایک مسجد میں رفقاء سے ملاقات ہوئی۔ دیرینہ وسینئر رفیق تنظیم محترم غلام محمد سومرو سے بھی ملاقات ہوئی۔ رات کو شاہ پنجو ہی میں قیام رہا۔

اتوار 30 نومبر: صبح سکھر کے لیے روانگی ہوئی۔ مرکز تنظیم سکھر کی مسجد میں چند علماء سے ملاقات ہوئی۔ ملکی حالات، مشترکات اور منہج کے حوالہ سے گفتگو ہوئی۔ بعد ازاں احباب سے ملاقات ہوئی۔ تنظیم کی دعوت و طریقہ کار پر گفتگو اور سوال و جواب کا اہتمام ہوا۔ بعد نمازِ مغرب ایک اسکول میں ''نبی کریم ﷺ سے تعلق کے عملی تقاضے'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد نمازِ عشاء دیرینہ رفیق محترم عرفان طارق کے گھر پر سکھر اور بیرون سکھر کے رفقاء سے عشائیہ پر ملاقات کی۔

پیر 01 دسمبر: صبح ارور یونیورسٹی، سکھر میں ''Guidance for Youth from the Seerah'' کے عنوان پر خطاب کیا اور طلبہ کے سوالات کے جوابات دیے۔ بعد ازاں کراچی روانگی ہوئی۔

بدھ 03 دسمبر: رات کو لاہور آمد ہوئی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب نیز ناظم اعلیٰ صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیے۔ متفقہ ترجمہ و نصاب قرآنی کے حوالہ سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگ کرائیں۔ چند بیماروں کی عیادت اور مرحومین کے حوالہ سے تعزیت کا اہتمام کیا۔ گھریلو اسرہ کا اہتمام بھی جاری ہے۔ الحمدللہ!

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

اگر افادیت اور مقاصد کے اعتبار سے موجودہ اسلامی بینکنگ اور مالیاتی نظام کا جائزہ لیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ یہاں شریعت کے مقاصد جلیلہ اور اقدار کو وہ مقام نہیں دیا گیا جو ان کا حق تھا۔ بینک اپنی تمام تر توجہ کاروباری معاہدے کے فقہی اور قانونی پہلوؤں کے التزام پر مرکوز رکھتے ہیں بجائے اس کے کہ افادیت اور مقاصد کو سامنے رکھا جائے۔ عمومی طور پر وہ اپنے لین دین میں مقاصد شریعت کے حصول کی بجائے شریعت کے صرف نواہی کا خیال رکھتے ہیں جیسے کہ ربا، غرر، میسر، قمار (جوا) وغیرہ۔ یہ طرزِ فکر بعض اوقات حقیقی مقاصد کے حصول میں ناکامی کا باعث بنتا ہے۔ اسلامی بینک اپنے کاروبار میں کبھی کبھی حیلوں پر بھی انحصار کرتے ہیں یعنی ایسے عذر اور حیلے اختیار کرنا جن سے اسلامی قانون کی گرفت سے بچا جا سکے۔ اس قسم کے طریقوں میں تورق، عینہ کی بنیاد پر سکوک اور کئی دوسرے لین دین شامل ہیں جن کے ذریعے زیادہ سرمایہ جمع کرانے والوں کو منافع کی بلند شرح کے وعدے دلائے جاتے ہیں۔ ایسے سودے بظاہر ایک موثر قانونی معاہدے کی ضروریات پوری کرتے ہیں لیکن ان پر عمل درآمد سے اسلامی مالیاتی نظام کے اصل اہداف تک رسائی ممکن نہیں رہتی۔ اس لیے کہ ایسے آلاتِ زر بالبداہت کسی معاشی سرگرمی کا باعث نہیں بنتے۔ ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ایک خاص منافع کے ساتھ سیالیت کی سہولت بھی فراہم کر دی جائے۔ بھاری رقوم جمع کرانے والوں کو ''ہبہ'' کے نام پر منافع کی تقسیم بھی ایک حیلہ ہی ہے۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1322 دن گزر چکے!

خواتین کا دعوتی کردار

مبشرہ علی

دعوت وتبلیغ انبیاء کرام ﷺ کا مشن ہے، دعوت کفر وشرک کے خلاف خاموش جنگ ہے، غلبہ توحید کی پُرامن جد وجہد ہے، شیوہ ایمان اور منبع خیر ہے، اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی بازیابی کا نسخۂ کیمیا ہے، نبی کا حاصل زندگی دعوت ہی ہے اور انبیاءؑ کے بعد امت مسلمہ کا فرض منصبی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا، ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔'' (آل عمران:110)

اہمیت اور فرضیت کے اعتبار سے دعوت الی اللہ کا مشن مرد وعورت کے درمیان کسی تفریق کا قائل نہیں ہے، یہ علیحدہ بات ہے کہ دونوں جنسوں میں فرق کے باعث دائرہ کار الگ ہے۔ اس کا اصل کام گھر گرہستی کے معاملات میں شوہر کی معاونت کرنا اور بچوں کی پرورش وتعلیم اور تربیت پر توجہ مرکوز رکھنا ہے۔ لیکن اپنے دائرہ اختیار میں عورت دعوت وتبلیغ سے بری الذمہ نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی کثرت ازدواج کی ایک حکمت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپؐ نے اپنے دعوتی مشن کی کامیابی کے لیے کثرت سے شادیاں کی تھیں، کیونکہ خواتین کی الجھنیں، مسائل اور نفسیات کو ازواج مطہراتؓ ہی بہتر سمجھ کر رہنمائی کر سکتی تھیں، اور انہوں نے بحسن وخوبی یہ دعوتی فریضہ انجام دیا، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے امت کو دو ہزار سے زائد احادیث فراہم کیں جو ان گنت معاشرتی مسائل اور الجھنوں کو سلجھاتی ہیں۔ آپؐ کی دیگر ازواج نے بھی آپؐ کی خانگی زندگی کے طور طریقوں سے امت کو آگاہ کیا۔ یہ اسلام کا امتیاز ہے کہ اسلام نے شرع کے دائرے میں رہتے ہوئے عورتوں کو خدمت دین وملت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

عورت میدان جنگ میں

یہی وجہ تھی کہ عورت میدان جنگ میں بھی اپنے شایان شان فرائض انجام دیتی تھی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، پانی بھر بھر کر لانا اور مجاہدین کو پلانا، ان کے سامانوں کی حفاظت کرنا، ان کے لیے کھانا بنانا وغیرہ۔ جہادی کاوشوں کے حوالے سے حضرت اُم عمارہ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت اُم عطیہ، حضرت اُم رفیدہ، حضرت ربیع بنت معوذ، حضرت اُم سلیط، حضرت صفیہ رضی اللہ عنھن سرفہرست ہیں۔ یہاں تک کہ بوقتِ ضرورت صحابیاتؓ نے کفار سے لڑائیوں میں بھی حصہ لیا ہے، جنگ احد میں حضرت اُم عمارہؓ نے نازک حالات میں نبی ﷺ کا دفاع بھی کیا ہے۔

خواتین اسلام کے دعوتی کارنامے

تاریخ شاہد ہے کہ خدمت دین کا یہ نکتہ خواتین اسلام کی نظروں سے کبھی اوجھل نہ رہا، وہ جذبہ دعوت سے ایسے سرشار تھیں کہ انھوں نے اسلام کی تبلیغ کا کوئی موقع فروگزاشت نہ کیا۔ بہت سے جید صحابہ کرام ؓ نے خواتین کی دعوتِ دین سے متاثر ہو کر اسلام کی دعوت پر لبیک کہا۔

''حضرت عمر بن خطاب ؓ اپنی ہمشیرہ حضرت فاطمہ ؓ کے ذریعے اسلام لائے۔ حضرت عثمان بن عفان ؓ حضرت سعدی بنت کریزؓ کی دعوت پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے، حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ اپنی بیوی اُم حکیمؓ کی تبلیغی مساعی کے ذریعے راہِ حق کے مسافر بنے۔

دعوت کے میدان میں خواتین ستر وحجاب کے ساتھ اپنے علم وصلاحیت کے مطابق خدمات انجام دیں گی۔ یہ ان کا فرض منصبی ہے، کارِ دعوت جو غیر معمولی اجر وثواب کا ذریعہ ہے خواتین اس سے کیوں محروم رہیں؟ لیکن خواتین دعوتی فرائض کی ادائیگی کے لیے بعض اصولی باتوں کی طرف متوجہ ہوں۔

دعوت اور علم

دعوت الی اللہ کے لیے علم اساس کی حیثیت رکھتی ہے، بغیر علم کے دعوت فکر وعمل کے فساد کا ذریعہ ہے، ضلالت وگمراہی میں پڑنے اور مبتلا کرنے کا سبب ہے، دعوت الی اللہ کے لیے علم وبصیرت مطلوب ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۱۰۸﴾ (یوسف) ''کہہ دو! یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف پوری بصیرت کے ساتھ بلاتا ہوں میں بھی اور وہ لوگ بھی جنھوں نے میری پیروی کی ہے، اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں''۔

بصیرت عام معلومات سے ہٹ کر ایک خاص چیز ہے اس میں دلیل، گہرا ادراک، فہم وفراست، بات کے واضح ہونے اور اس پر یقین ہونے کے اضافی معنی شامل ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: علم، نرمی اور صبر یہ تین چیزیں داعی کے لیے ازحد ضروری ہیں۔ دعوت سے پہلے علم، دعوت دیتے وقت نرمی اور اس کے بعد صبر۔

علم کے بغیر دعوت کس درجہ نقصان دہ ہے یہ آیت کریمہ اس پر روشنی ڈالتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۳﴾ (الحج) ''اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو بغیر کسی علم کے اللہ کی توحید کے باب میں کٹ حجتی کرتے اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں''۔

عمل وتقویٰ کی شرط

دعوت کو موثر بنانے کے لیے اخلاق وکردار کے اعلیٰ اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے، ایک سچے اور متقی انسان کی ہر کوئی قدر کرتا ہے اور طبعی طور پر دل ایسے افراد کی باتوں پر مائل ہوتا ہے، داعی سے یہ چیز مطلوب ہے، عمل وتقویٰ کے بغیر دعوت نقصان دہ ہے بلکہ مدعو کو اسلام کے بارے میں بدگمان کرنے کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۱﴾ (الاحزاب) ''اے نبی! اللہ سے ڈرو اور کافروں اور منافقوں کی باتوں پر کان نہ دھرو، بے شک اللہ علم والا اور حکمت والا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نصیحت داعی اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو کی ہے، لہٰذا آپؐ کے بعد ہر داعی کے لیے دعوت سے پہلے تقویٰ اور حسن عمل سے آراستہ ہونا ضروری ہے تاکہ اس کی دعوت مدعو کے دل کو فتح کرتی چلی جائے۔

❁❁❁

امیرِ محترم کی حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام نوجوانوں سے خصوصی ملاقات

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام مسجد النور باغ والی نزد ریلوے ہیڈ کوارٹر لاہور میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ ﷾ کی نوجوانوں سے خصوصی ملاقات (Youth Meetup) کا پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام نمازِ عشاء کے بعد 7:30 بجے شروع ہوا اور رات 10:30 بجے اختتام پذیر ہوا۔ ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف بھی امیر محترم کے ساتھ تھے۔ حلقہ لاہور شرقی میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور منفرد پروگرام تھا۔ اس پروگرام میں 16 سے 30 سال تک کے نوجوانوں کو مدعو کیا گیا تھا جو رفقاء کے بیٹے یا قریبی رشتہ دار تھے۔ امیر حلقہ نے پروگرام کے باقاعدہ آغاز کے لیے رفیق تنظیم محترم ندیم حسین کے بیٹے جنید ندیم کو تلاوت قرآن کے لیے دعوت دی۔ تلاوت قرآن کے بعد امیر محترم نے شرکاء سے مختصر تعارف حاصل کرنے کے لیے کچھ سوالات پوچھے۔ انہوں نے تنظیم سے تعارف کے سلسلے میں شرکاء سے بانی تنظیم اسلامی، حلقہ قرآنی، دورۂ ترجمہ قرآن، رجوع الی القرآن کورسز، فہم دین پروگرام اور تنظیم کے تحت دیگر دعوتی پروگراموں سے واقفیت اور شرکت کے حوالے سے بھی استفسار کیا۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست کا آغاز ہوا جو تقریباً 2 گھنٹے جاری رہا۔ سوالات زبانی بھی آئے اور تحریری بھی۔ الحمدللہ تمام سوالات کے تفصیلی جوابات دیئے گئے۔ تمام سوالات کا احاطہ اس رپورٹ میں ممکن نہیں البتہ چند ایک سوالات کا ذکر مفید رہے گا۔

ایک نوجوان نے سوال کیا کہ آج کا نوجوان غیر مسلموں کو دین کی دعوت دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا، یہ صلاحیت وہ کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ امیر محترم نے فرمایا ہمیں عصری علوم وفنون کے ساتھ بنیادی دینی تعلیم کے حصول کو بھی اپنا فرض سمجھنا چاہیے۔ البتہ دعوت صرف زبان سے نہیں بلکہ کردار اور عمل سے بھی دینی چاہیے۔ ایک بزرگ کا واقعہ سنایا کہ انہوں نے اپنے ایک شاگرد کو وصیت کی کہ کوشش کریں کہ آپ کو تبلیغ کے لیے زبان کم سے کم استعمال کرنی پڑے یعنی اپنے عمل سے دوسروں کو دین کی طرف راغب کریں۔ ایک نوجوان نے سوال کیا کہ آج کی مصروف زندگی میں خصوصاً دورانِ تعلیم اوقات کو کیسے دین کی تفہیم و تعلیم کے لیے فارغ کیا جائے؟ امیر محترم نے وضاحت فرمائی کہ جب ہم اپنی تعلیم کے دوران، کھیلوں، تفریحی پروگراموں اور سماجی تقریبات کے لیے وقت نکال لیتے ہیں تو دین کے لیے بھی وقت نکالنا مشکل معاملہ نہیں ہے۔ یہ صرف ترجیحات کے تعین کا مسئلہ ہے۔ ٹائم سب کے پاس ہے مگر ٹائم ٹیبل کی ضرورت ہے۔ ایک سوال یہ آیا کہ فرقہ واریت کا خاتمہ کیسے ہو؟ امیر محترم نے فرمایا فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے امت کو قرآن کی طرف رجوع کرنا ہوگا کیونکہ یہی وہ 'حبل اللہ' ہے جس سے اُمت کے اندر اتفاق و اتحاد کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔ اُمت آج اپنے اجتماعی فرض یعنی دین کے عالمی غلبے کے مشن سے غافل ہے اس لیے مسلکی اور گروہی بنیادوں پر تقسیم در تقسیم ہو گئی ہے۔ انہوں نے اُمت کے زوال کے حوالے سے شیخ الہند ؒ کا قول بھی سنایا۔ امیر تنظیم اسلامی نے اختتامی کلمات میں فرمایا کہ رمضان المبارک کی آمد قریب ہے، اس موقع کو غنیمت جان کر دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام میں شرکت کا ابھی سے ارادہ کر لیں اور اپنے دوستوں کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دیں۔ امیر حلقہ نے آخر میں اعلان کیا کہ اس سال رمضان المبارک میں ان شاء اللہ امیر تنظیم لاہور میں دورۂ ترجمہ قرآن فرمائیں گے۔ امیر محترم نے دعا پر پروگرام کا اختتام فرمایا۔

(مرتب: نعیم اختر عدنان، ناظم نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی)

حلقہ کراچی جنوبی میں توسیع دعوت کیمپ

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت الاحمد لان صدر میں توسیع دعوت پروگرام مقامی تنظیم اولڈ سٹی کے تحت منعقد کیا گیا۔ جس میں حلقہ کراچی جنوبی کی پانچ تنظیم اختر کالونی تنظیم، ڈیفنس تنظیم، کلفٹن تنظیم قرآن اکیڈمی تنظیم اور سوسائٹی تنظیم کے رفقاء نے شرکت کرتے ہوئے معاونت فرمائی۔

پروگرام سے دو دن قبل اولڈ سٹی تنظیم کے رفقاء نے مختلف مساجد میں 1000 ہینڈ بلز تقسیم کیے اور علاقے میں 30 پول بینرز اور 8 بینرز آویزاں کروائے۔

بروز اتوار اولڈ سٹی تنظیم کے ذمہ داران الاحمد لان صدر میں نمازِ ظہر کے بعد آ گئے تھے، ساڑھے تین بجے کے قریب مہمان تناظیم کے رفقاء بھی جمع ہوئے۔ تین بجکر پینتیس منٹ پر پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ملتزم رفیق محترم ازان نے دعوتی آداب بیان کیے۔ دس مساجد کے ارد گرد کے علاقے میں دعوتی گشت کرنے کے لیے 10 ٹیمیں تشکیل دی گئی۔ ایک ٹیم میں تقریباً پانچ رفقاء تھے۔ رفقاء نے مختلف مقامات پر ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ مغرب سے پہلے اسٹیج پر تنظیم اسلامی کے جھنڈے پر مبنی فریم مع بینر آویزاں کیا گیا اور پنڈال میں دعوتی بینرز اور اسٹینڈیز بھی آویزاں کیے گئے۔

پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب 6:20 پر محترم حافظ ریان غوری کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد امیر حلقہ کراچی جنوبی و مدیر قرآن اکیڈمی ڈیفنس محترم ڈاکٹر محمد الیاس نے ''نبی اکرم ﷺ کی اتباع اور اس کے تقاضے'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے اسوہ کو نہ صرف نمایاں کیا بلکہ منہج انقلاب نبوی ﷺ کو تفصیل سے بیان کیا۔ اللہ کی کبریائی کو زمین پر بالفعل نافذ کرنے کے لیے جدوجہد کرنے کی طرف توجہ مبذول کروائی۔ یہ پروگرام قبل از نمازِ عشاء اجتماعی دعا پر ختم ہوا۔ پروگرام میں تقریباً 125 رفقاء اور احباب جبکہ 30 خواتین نے شرکت فرمائی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام ذمہ داران اور رفقاء کی محنتوں کو قبول فرمائے اور اس کا دنیا اور آخرت میں بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: محمد سلمان غوری، امیر اولڈ سٹی تنظیم)

الٰہی درگزر کر دے!

جمشید جوہر

گناہوں پر ہوں شرمندہ، الٰہی درگزر کر دے
بڑا مجرم ہوں میں تیرا، الٰہی درگزر کر دے
خطا کوئی نہیں چھوڑی کبھی عصیاں نہیں چھوڑا
بس اب کرتا ہوں میں توبہ، الٰہی درگزر کر دے
کھلونا ہاتھ اپنے کا بنا رکھا ہے شیطاں نے
بنا دے اپنا تو بندہ، الٰہی درگزر کر دے
تیرے دینے سے اے مولا تیرا تو کچھ نہ بگڑے گا
مگر بن جائے گا میرا، الٰہی درگزر کر دے
اگر مجھ پر تیری رحمت نہ ہو ایک پل خداوندا
تو ہو جاؤں گا میں رسوا، الٰہی درگزر کر دے
خطائیں کر کے میں آج آنسو بہاتا ہوں
تو رحمت کا بہا دریا، الٰہی درگزر کر دے
بھکاری بن کے آیا ہوں تو اپنے در سے اے داتا
مجھے خالی نہ لوٹانا، الٰہی درگزر کر دے
وہ جس پہ چل کے بندوں نے تیرا انعام ہے پایا
دکھا مجھ کو بھی وہ راستہ، الٰہی درگزر کر دے
سنور جائے میری دنیا میرا عقبیٰ
جو ہو جائے کرم تیرا، الٰہی درگزر کر دے
نبیؐ کا واسطہ دے کر صدا دیتا ہے یہ جوہر
رضا کا دے کے پروانہ، الٰہی درگزر کر دے

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورت حال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- غزہ میں جنگ بندی معاہدہ کے پچاس دن گزر چکے ہیں اس دوران میں 590 سے زائد اسرائیلی خلاف ورزیاں ریکارڈ کی گئی ہیں۔ فضائی حملے، توپ خانے کی گولہ باری اور مشرقی و وسطی غزہ میں تباہ کن دھماکوں نے صورت حال مزید سنگین بنادی ہے، درجنوں گھر اور شہری عمارتیں ملبے کا ڈھیر بنا دی گئیں، زرد علاقے سمیت کئی مقامات پر درجنوں گرفتاریاں، مشرقی غزہ کے بڑے حصے پر قابض فوج کا کنٹرول، وسطی اور جنوبی مشرقی علاقوں میں بھی شدید حملے جاری ہیں۔ شمالی مغربی کنارے میں قابض اسرائیلی کارروائیوں کے دوران 22 کلومیٹر طویل سیکیورٹی راستے کے نام پر زمینیں چھینی جارہی ہیں، گھروں کو جبراً خالی کرایا جارہا ہے، بے گناہ لوگوں کو گرفتار کیا جارہا ہے، رابطوں کے منقطع ہونے اور زرعی زمینوں کی ضبطی نے طوباس وطمون کے لوگوں کی زندگی اجیرن بنادی ہے۔
- اقوامِ متحدہ کے سیکریٹری جنرل انتونیو گوتیریس نے واضح کیا ہے کہ فلسطینی عوام کو عزت، انصاف اور اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کا بنیادی حق حاصل ہے جبکہ گزشتہ دو برسوں میں ان حقوق کی سنگین اور تشویشناک خلاف ورزیاں ہوئی ہیں، جو عالمی برادری کے لیے گہری فکر اور فوری اقدام کا تقاضا کرتی ہیں۔
- قابض اسرائیل کی اپوزیشن جماعتوں نے صدر اسحاق ہرزوگ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ نیتن یاہو کو کوئی معافی نہ دیں جب تک وہ مکمل طور پر سیاسی میدان سے کنارہ کشی اختیار نہ کرلیں اور اپنے جرائم کا اعتراف نہ کریں۔ یہ مطالبات اس وقت سامنے آئے جب نیتن یاہو نے صدر ہرزوگ کو باقاعدہ درخواست دے کر بدعنوانی کے الزامات میں معافی مانگی تھی۔ ان الزامات میں رشوت ستانی، دھوکہ دہی اور امانت میں خیانت شامل ہیں۔ قابض اسرائیل کے قانون کے مطابق کسی بھی ملزم کے لیے صدر سے معافی حاصل کرنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ وہ پہلے اپنے جرم کا اعتراف کرے۔
- اسلامی تحریک مزاحمت ''حماس'' کے مرکزی رہنما اور مذاکراتی وفد کے رکن غازی حمد کے فرزند عبداللہ حمد کے بھائی محمد حمد نے تصدیق کی ہے کہ اُن کے بھائی عبداللہ حمد رفح میں قابض اسرائیل کے محاصرے اور مہینوں طویل گھمسان کی جھڑپوں کے بعد شہید ہوگئے ہیں۔
- عالمی یوم یکجہتی فلسطین کے موقع پر نائب وزیر اعظم و وزیر خارجہ سینیٹر اسحاق ڈار نے اپنے خصوصی پیغام میں کہا ہے کہ پاکستان فلسطینی عوام کی عزت، آزادی اور ناقابلِ تنسیخ حقِ خود ارادیت کے لیے مکمل اور غیر متزلزل سفارتی حمایت جاری رکھے گا۔ غزہ کو جس طرح انسانیت اور عالمی ضمیر کی قبر بنا دیا گیا ہے، اسے کسی صورت قبول نہیں کیا جا سکتا۔
- مقبوضہ بیت المقدس کی واٹر اتھارٹی جو رام اللہ کے علاقوں کو پانی فراہم کرتی ہے نے بتایا کہ ایک گروہ نے عین سامیہ کے مقام پر واقع کنواں نمبر 6 پر حملہ کر کے متعدد فلسطینی دیہاتوں کی پانی کی ترسیل مکمل طور پر روک دی ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **پاکستان: پہلا عالمی مقابلہ حسن قرأت کے نتائج:** اسلام آباد میں منعقدہ عالمی مقابلہ حسن قرأت میں دنیا بھر سے 40 ممالک کے قاریوں نے شرکت کی۔ یہ مقابلہ ملائشیا کے امین رضوان بن محمد رملان نے جیتا جبکہ دوسرے نمبر پر ایرانی قاری مومن خمیس، تیسرے نمبر پر پاکستانی قاری عبدالرشید، چوتھے پر افغانستان، پانچویں پر انڈونیشیا اور چھٹے پر مراکش کے قاری آئے جنہیں نقد انعام دیئے گئے۔
- **فلسطین: غزہ اسلامی یونیورسٹی میں تدریس شروع:** غزہ اسلامی یونیورسٹی میں دو سال بعد پہلی بار باضابطہ کلاسز کا آغاز ہوگیا۔ جزوی طور پر بحال ہوئے ٹوٹی پھوٹی دیواروں والے کلاس رومز میں شعبہ ادویات اور ہیلتھ سائنسز کے طلبہ کی واپسی ہوگئی۔ یونیورسٹی کے صدر نے کہا یونیورسٹی مکمل طور پر کھولنے کا کام جاری ہے۔
- **بنگلہ دیش: شیخ حسینہ، بہن ریحانہ اور بھانجی کو کرپشن کیس میں قید کی سزا:** ڈھاکہ کے سپیشل جج کورٹ نمبر 4 نے سرکاری رہائشی پلاٹس کی مبینہ غیر قانونی الاٹمنٹ سے متعلق ہائی پروفائل کرپشن کیس میں سابق وزیر اعظم شیخ حسینہ، ان کی بہن شیخ ریحانہ اور بھانجی برطانوی رکن پارلیمنٹ سابق وزیر ٹیولپ صدیق کو بالترتیب 5 سال، 7 سال اور 2 سال قید کی سزا سنائی ہے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل حکومت سابق وزیر اعظم حسینہ واجد کے منجمد بینک لاکرز سے 10 کلوگرام سونا ضبط کر چکی ہے جس کی مالیت تقریباً ایک لاکھ 30 ہزار امریکی ڈالر بتائی جارہی ہے۔
- **امریکہ: واشنگٹن فائرنگ میں ملوث سی آئی اے کا سابق ایجنٹ نکلا:** امریکی خفیہ ایجنسی نے تصدیق کی ہے کہ واشنگٹن میں وائٹ ہاؤس کے قریب نیشنل گارڈ کے دو اہلکاروں پر فائرنگ کرنے والا 29 سالہ افغان شہری رحمان اللہ لکنوال ماضی میں افغانستان میں جنگ کے دوران امریکا کی سینٹرل انٹیلیجنس ایجنسی (سی آئی اے) کے لیے کام کرتا رہا ہے۔ رپورٹس کے مطابق افغان حملہ آور 2021ء میں آپریشن الائز ویلکم کے تحت امریکا پہنچا تھا۔ جو ان افغانوں کے لیے خصوصی پروگرام تھا۔ جنہوں نے امریکی حکومت کے ساتھ کام کیا تھا۔ صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اس واقعے کو دہشت گردی قرار دیتے ہوئے افغان شہریوں کی امیگریشن درخواستوں پر فوری پابندی لگادی ہے۔
- **سعودی عرب: روس سے 90 روزہ ویزا فری سفر کا تاریخی معاہدہ:** دارالحکومت ریاض میں سعودی اور روسی انویسٹمنٹ اور بزنس فورم کے دوران سعودی عرب اور روس نے 90 دن کے باہمی ویزا فری سفر کا تاریخی معاہدہ کیا ہے جس کے تحت دونوں ملکوں کے شہری 90 دن کے لیے بغیر کسی ویزے کے سیاحت کر سکیں گے۔ اس فیصلے کا مقصد سیاحت، کاروبار اور ثقافتی تبادلوں کو فروغ دینا ہے۔
- **ترکیہ: ترک وزیر خارجہ کی ایرانی ہم منصب سے ملاقات:** ترک وزیر خارجہ فاقان فیدان نے ایرانی ہم منصب عباس عراقچی سے ملاقات کی اور فلسطین، غزہ، شام، لبنان اور اسرائیل کی توسیع پسندی پر بات کرنے کے علاوہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان کشیدگی پر بھی بات کی۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.47

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore